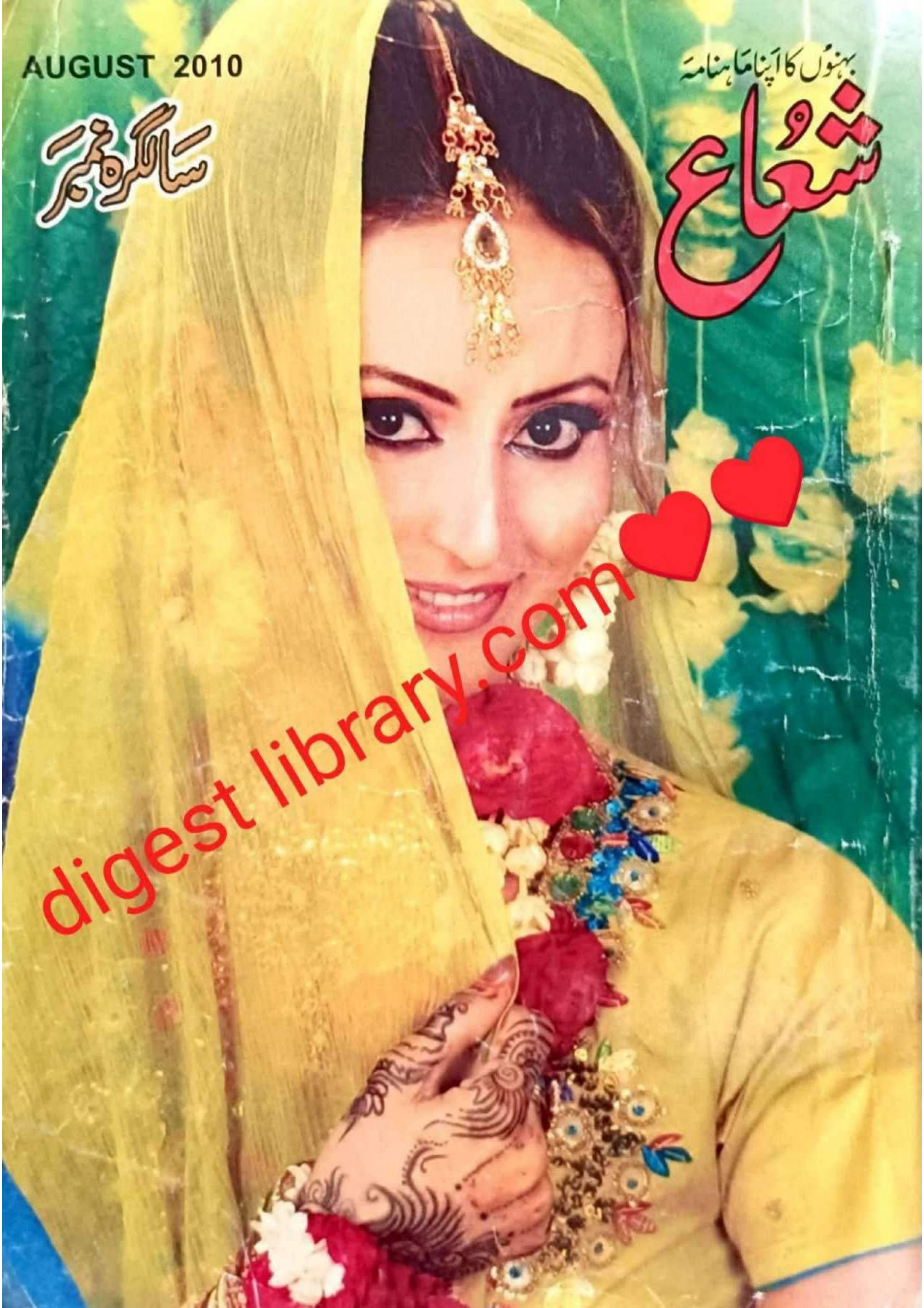
AUGUST 2010
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
شعاع
سالگرہ نمبر
digest library.com

سارہ جبیں

دوغطے کی کوٹ طلہ

"ولید کے بچے! باہر نکلو۔ گولی ماردوں گی آج تمہیں۔" واش روم کادروازہ دھڑ دھڑ بجاتے وہ غصے کی انتہاپر تھی۔

"ولید ......ولید! باہر نکلو۔" دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹتے وہ توڑنے کے درپے تھی۔ یکلخت دروازہ کھول دیا گیااور اگر نہ کھولا جاتاتوبلا مبالغہ ٹوٹ جاتا۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں بد تہذیب قوم۔" نکلنے والی ہستی نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے دھاڑی۔

"بد تہذیب میں ہوں یا تم...... تمہیں کسی نے یہ بھی تمیز نہیں سکھائی کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے کمرے میں گھس کر'اس کی چیزوں کا ناس مارنا اخلاقی جرم ہے۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی ناک پر گھونسا مار دے۔

"اور تمہیں کسی نے یہ نہیں بتایا کہ کسی کو زبردستی واش روم جیسی حساس جگہ سے نکالنا کتنا بڑا جسمانی اور جذباتی ظلم ہے۔ تم پر کیس بھی ہو سکتا ہے۔" اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بعد وہ بڑے آرام سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر بال سنوارنے لگا۔ انشراح کے تو سر سے لگی تلووں پہ بجھی۔ تن فن کرتی اس کے سامنے آئی اور اس کے ہاتھ سے ہیر برش چھین لیا۔

"تمہیں جرأت کیسے ہوئی میرے پی سی اور سی ڈیز کو ہاتھ لگانے کی۔"

"تمہارا پی سی اور سی ڈیز اتنی بھی معتبر چیزیں نہیں ہیں کہ میں ان کو ہاتھ لگا لگا کے ثواب دارین حاصل کروں۔" برش وہ اس کے ہاتھ سے چھین کر دوبارہ بال سنوارنے لگا۔ لیکن یہ مشغلہ جاری نہ رکھ سکا کیونکہ برش پھر انشراح کے ہاتھ میں تھا۔

"پھر میری ساری سی ڈیز بکھری کیوں پڑی ہیں؟ جن

مکمل ناول

digestlibrary.com

رہتے ہیں وہاں۔۔۔؟ یا فرشتوں کا نزول ہوا تھا؟"

"فرشتوں کی تو میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں وہ تو نہیں آسکتے یہاں جنوں کے بارے میں شیور نہیں ہوں' وہ وہاں آسکتے ہیں آخر ان کی گرل فرینڈ رہتی ہے اس کمرے میں۔" اور یہ جملہ کہتے ساتھ ہی وہ حفاظتی اقدامات کرنا نہیں بھولا تھا کیونکہ جانتا تھا اب کیا ہونے والا ہے۔

☼ ☼ ☼

"بیماری بھی کیا چیز ہے انسان کے سامنے نعمت خداوندی پڑی ہو اور وہ چکھ نہ سکے۔ اتنی بے بسی؟" ابا جی میز پر پڑی چینی کو دیکھ کر اپنی پھیکی چائے کو گھورتے ہوئے سوچ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی شوگر کو اور کوستے ان کے دل نے کسی شرارتی بچے کی طرح ان کے کان میں سرگوشی کی۔ انہوں نے چور نظروں سے میز کے اطراف میں دیکھا۔ زینب پہلے ہی کچن میں تھی اور اب زینت کے اٹھتے ہی ان کا ہاتھ شوگر پاٹ کی طرف بڑھا' اس سے پہلے کہ وہ اسے کھولتے ایک آواز نے ان کے ہاتھ کو عملدر آمد کرنے سے روک دیا۔

"اوں ہوں ابا جی! جانتے بھی ہیں بد پرہیزی کرنے سے آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔" زینت رسان سے کہتی ہوئی ان کے ساتھ آبیٹھیں۔

"میں بدپرہیزی کب کرتا ہوں بڑی۔۔۔ ہو جاتی ہے۔" اپنی بڑی بہو کے سامنے گویا اپنی ناکام کوشش کا اعتراف کر رہے تھے کہ ولید کمرے سے نکل آیا' اور اس نے دادا جی کے جملے کا آخری حصہ ہی سنا تھا۔ بیٹھتے ہی گویا ہوا۔

"دادا جی۔۔۔ کیا غضب کر دیا اس عمر میں؟"

"کیا کیا بھئی میں نے۔۔۔؟" وہ چائے کا سپ لیتے پوچھ رہے تھے۔

"وہی جو کی نہیں جاتی ہے' ہو جاتی ہے۔۔۔ یعنی محبت' ویسے وہ خوش نصیب بڑھیا کون ہیں بھلا۔۔۔ وہ پارک والی؟ ویسے دیکھنے میں تو بڑی اللہ لوک لگتی تھیں۔" وہ اپنی ہی ہانکے جا رہا تھا۔

"بڑے بدمعاش ہو گئے ہو تم۔" انہوں نے کھسیاتے ہوئے اس کی کمر پہ دھپ لگائی۔ زینت' دادا' پوتے کو ہنستے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کچن میں چلی گئیں۔ ولید کا ناشتا لانے۔

"ویسے آئیڈیا برا نہیں برخوردار!" آواز دباتے ہوئے دادا جی نے شوخی سے کہا۔

"اب میں آپ کو وہ نہیں کہہ سکتا' جو آپ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے کہا ہے۔" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔ ویسے تم نے نہ کہتے ہوئے بھی کہہ دیا ہے۔"

زینب اور زینت بھی کچن سے کام ختم کر کے ولید کا ناشتا لیے ٹیبل پر ہی آگئیں۔ ان دونوں بہنوں کی مثالی محبت کو دیورانی' جیٹھانی جیسے حساس رشتے نے بھی متاثر نہیں کیا تھا۔ ان دونوں نے ابا جی کے گھر کو واقعتاً" جنت بنا دیا تھا۔ وہ جب سوچتے تو بے اختیار ماشاء اللہ کہنا نہ بھولتے' سمیع اللہ اور صفی اللہ بھی مثالی بھائی تھے۔ اگر کہا جائے کہ ان کی محبت میں کسی حد تک ان دونوں بہنوں کا بھی کردار ہے تو غلط نہ ہو گا۔

اپنے اپنے شوہروں کو آفس بھیجنے کے بعد ان کی توجہ کا مرکز ابا جی' ولید اور انشراح ہوتے۔ ابا جی تو ریٹائرمنٹ کے بعد فقط واک اور نماز ہی کے لیے گھر سے نکلتے' ولید تقریباً" ساڑھے نو بجے تک یونیورسٹی کے لیے نکلتا اور انشراح۔۔۔

"انشا کہاں ہے بھئی؟ نظر نہیں آرہی۔" اچانک ابا جی نے چھوٹی بہو یعنی زینب سے پوچھا۔ وہ یک دم گڑبڑا گئیں۔

"سو رہی ہے ابا جی۔۔۔! ابھی تو پیپرز سے فارغ ہوئی ہے۔" زینب کی بجائے جواب زینت نے دیا' جس پر ابا جی نے فہمائشی گھوری ڈالی۔

"پیپرز ختم ہو جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ آدمی کاہلوں کی طرح پڑا سویا رہے۔" ولید کے جلتے سینے پر ابا جی نجانے کے گویا چھینٹے مار رہے تھے۔

"جگا لاتی ہوں اسے ابا جی! منع تو بہت کرتی ہوں اسے اتنی دیر سونے سے' مگر آپ جانتے تو ہیں نا

Digestlibrary.com

اسے۔" زینب شرمندہ سی کہتیں سیڑھیاں چڑھنے لگیں۔
"کل سے وہ ہمارے ساتھ واک پر جایا کرے گی۔۔۔ بتا دینا اسے۔" شہادت کی انگلی سے وہ زینت کو کہتے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔ انشراح سمیع صاحبہ! اب آئی نا اونٹنی ماؤنٹ ایورسٹ کے نیچے۔" اباجی کے حکم پر سرشار ولید صفی کے دل نے قہقہے کے ساتھ محاورے کی مٹی پلید کی۔

✲ ✲ ✲

"یہ سارا کیا دھرا اس ولید کے بچے کا ہے' بدلہ لے رہا ہے مجھ سے۔" جوگنگ ٹریک پر اباجی اور ولید سے تقریباً" پانچ قدم پیچھے چلتی کم بھاگتی زیادہ انشراح کے دماغ میں یہ باغیانہ سوچ اس وقت سے کلبلا رہی تھی 'جب سے اباجی اس کی نیند سے بھری آنکھوں کی پروا کیے بغیر اسے واک پر لے آئے تھے۔
"نہیں چھوڑوں گی تمہیں ولید!" دل ہی دل میں اسے دھمکی دیتی وہ بے حال ہوتی جا رہی تھی۔
"پِک اپ انشا!" اباجی کی آواز پر اس کے قدموں کی رفتار بڑھ گئی۔ ولید کے لبوں پر ابھرنے والی شاطرانہ مسکراہٹ دیکھ کے وہ سارا غصہ جوگنگ ٹریک پر اتارنے لگی۔
"سوچا تھا پیپرز ختم ہوں گے تو خوب انجوائے کروں گی' خوب سوؤں گی۔ اپنی مرضی سے وقت گزاروں گی۔ مگر کہاں جی؟ اس گھر میں طوطی کی سنتا کون ہے؟ اس گھر میں تو سب کچھ ولید ہی ہے۔۔۔ فرماں بردار۔۔۔ ہونہہ۔۔۔ اگر اس کی مکاریاں داداجی کو بتا دوں تو کانوں کو ہاتھ لگائیں وہ' میری شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے سڑا ہوا بینگن نہ ہو تو۔" ہر روز جاگنگ کرتے ہوئے اس کے قدموں کے ساتھ دماغ بھی چلتا تھا۔ ایسی باتیں وہ صرف سوچتی تھی' کہتی نہیں تھی' مگر آج اس نے فیصلہ کر ہی لیا کہ وہ داداجی کو صاف صاف کہہ دے گی کہ وہ گھر کے لان میں ہی واک کر لیا کرے گی۔ یہاں نہیں آنا اسے۔۔۔ وہ کون سا ایتھلیٹ بننے جا رہی تھی۔ سو پارک میں لگے سنگی بینچ پر داداجی کے ساتھ بیٹھتے ہی وہ بول پڑی۔
"داداجی! میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔" پھولتے سانس کو سنبھالتی آخر وہ بات شروع کر ہی بیٹھی۔ مگر اس سے پہلے کہ داداجی جواب دیتے ان کی دوسری طرف بیٹھا ولید بول اٹھا۔
"تمہارے فیصلے کا مرکزی خیال واک پر نہ آنا ہے نا!"
"داداجی! میں بات آپ سے کر رہی ہوں' اوروں وروں کو بولنے کی ضرورت نہیں بیچ میں۔" اس کو کچھ کہنے کی بجائے وہ داداجی سے شکایتی لہجے میں بولی۔
"تم چپ رہو ولید! ہاں بولو بیٹا!" وہ ولید کو ڈانٹنے کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوئے' جو ولید کے درست اندازے پر تذبذب کا شکار تھی۔
"لکھوالیں داداجی۔! یہ کچھ ایسا ہی کہنے والی ہے۔" ولید نے پھر سرگوشی کی۔
"جی نہیں۔۔۔ تم اپنی چونچ بند رکھو تو میں داداجی کو بتاؤں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ہر روز واک پر آیا کروں گی' کیونکہ میں بہت فریش رہتی ہوں۔" دانت خوب کچکچا کر اور ولید کو گھور کر اس نے اپنا کیا ہوا فیصلہ تبدیل کر کے سنایا۔
اگر وہ ایسا نہ کرتی تو ولید کو اپنا اندازہ درست ثابت ہونے پر خوش ہونے کا موقع مل جاتا اور یہ اسے گوارا نہیں تھا۔ ہاں مگر اس کے دل نے حسبِ معمول ولید کو خوب گالیوں سے نوازا۔۔۔ داداجی البتہ اس کے فیصلے کو سراہ رہے تھے اور ولید بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے دونوں کانوں کی لوئیں باری باری چھوتے ملامتی انداز میں توبہ توبہ کا ورد کر رہا تھا۔

✲ ✲ ✲

آج انشراح صاحبہ اپنی والدہ محترمہ کو حیران کرنے کے لیے کچن میں موجود تھیں' اور یہ سب اس وجہ سے تھا کہ کل ماما نے خوب فرصت سے اس کی فرصت کو نشانہ بنایا تھا۔ حالانکہ فارغ وہ ہرگز نہ تھی' رسائل اور میگزین پڑھنا بھی تو کام ہے نا! مگر ماما کو کون سمجھائے۔

Digestlibrary.com

"ماں اور تائی سارا دن کاموں میں مصروف ہوتی ہیں، مگر تمہیں توفیق نہیں ہوئی کبھی کہ ہاتھ ہی بٹا دو۔" ماما اسے لتاڑ رہی تھیں۔

"دو، دو عورتیں پہلے ہی کچن میں گھسی ہوتی ہیں، میں بھی چلی جاؤں تو کام کیسے ہو گا اتنا پھنس کے۔" یہ آواز اس کے دل سے آئی تھی، جسے اس نے جھڑک کے چپ کروا دیا۔

"تمہاری عمر میں ہم ماں بھی بن چکے تھے۔" ماما رطب اللسان تھیں۔

"اس میں میرا کیا قصور ہے؟" دل نے پھر دہائی دی۔۔۔ مگر مجال ہے، جو زبان نے اپنی موجودگی کا احساس بھی دلایا ہو۔ ناشتے کے لوازمات زینب اور زینت نے ہی تیار کیے تھے۔ وہ بدسلیقہ نہیں تھی اور یہ بات وہ دونوں بھی جانتی تھیں۔ پہلے تو پڑھائی کی وجہ سے اسے کچن سے دور رکھا، لیکن اب زینب کا خیال تھا کہ اسے ذمہ داریاں نبھانی آنا چاہئیں، اور اسی خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انشراح چکن فرائیڈ رائس بنانے میں ازحد مصروف تھی۔ شامی کباب بنا کے فریزر میں رکھے اور میٹھے میں رس ملائی بنائی۔ آج گھر والوں کو شاندار ڈنر کرانے جا رہی تھی۔ ڈنر تیار تھا۔

سب نے دل کھول کر تعریف کی۔ دادا جی نے تو پانچ سو روپے بھی دیے۔ سارے دن کی تھکن اسے اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ ماما اور تائی ماں فخر سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ کاش! سڑو گھر پہ ہوتا تو خوب جلتا۔ آج پہلی بار اسے ولید کی غیر موجودگی اچھی نہیں لگی تھی۔ سب کو دادا جی کے کمرے میں چائے دے کر واپس آنے لگی تو ولید بھی آ گیا۔

"انشراح! ولید کو کھانا دو۔" ماما کی آواز پہ اس کو غصہ تو آیا، مگر آج موڈ اچھا تھا، سو حکم عدولی نہ کر سکی۔

"سارا دن لگا کے "یہ" ملغوبہ بنایا ہے تم نے؟" لقمہ لینے سے قبل ہی وہ پلیٹ میں چمچہ ہلاتا اس کی ساری محنت پر پانی پھیر چکا تھا۔ وہ تو صدمے سے گرنے ہی والی تھی، مگر فوراً" سنبھلی۔

"بندر کیا جانے چکن فرائیڈ رائس کا سواد۔ کھوکھوں پہ بیٹھ کے مکھیوں کی سنگت میں کھانا کھانے والوں کو ایسا کھانا ملے تو وہ ایسا ہی کہتے ہیں۔" انشراح کا رد عمل غیر متوقع نہیں تھا۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔! کیا کہا؟ چکن فرائیڈ رائس؟ اتنے ڈیسنٹ نام والی اتنی لذیذ ڈش کی یوں توہین تو نہ کرو پھوہڑ لڑکی!" کچن میں اس کی موجودگی کا وہ خوب فائدہ اٹھا رہا تھا۔ انشراح سے مزید برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔ اس نے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پلیٹ چھین لی۔

"پھوہڑ ہو گی تمہاری ہونے والی۔۔۔ اللہ کرے اسے کریلے بنانے کے علاوہ کچھ آتا ہی نہ ہو، پھر میں تم سے پوچھوں۔"

جلا کے ولید کے سینے میں پڑنے والی ٹھنڈ نے اس کے لبوں کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"اس کے ہاتھ کے بنے ہوئے کریلے کم از کم تمہارے ان چکن فرائیڈ رائس سے بہتر ہی ہوں گے۔" چکن فرائیڈ رائس پہ بھرپور زور دیتا وہ اسے سلگا گیا۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ "جا رہا ہوں۔۔۔ اور میری فکر نہ کرنا کھانا میں کھا کے آیا ہوں، آج دوست نے ڈنر دیا ہے پی سی میں۔" سکون سے کہتا وہ کچن سے نکل گیا، لیکن انشراح کا سکون برباد ہو چکا تھا۔

✡ ✡ ✡

تائی ماں اس کے سر میں اچھی طرح تیل ڈالنے کے بعد اب بڑے پیار سے انگلیاں چلا رہی تھیں۔ جس سے ایک سکون سا انشراح کے اندر اتر رہا تھا۔ اگر وہ اپنے گھنے، لمبے اور چمک دار بالوں کا کریڈٹ تائی ماں کو دیتی تھی تو صحیح دیتی تھی۔ زینت کو شروع سے ہی بیٹی کا شوق تھا اور ولید کی پیدائش کے بعد شدید خواہش بھی۔۔۔ لیکن ولید کی ماں کو صرف ولید کی ماں ہی رہنا تھا، سو یہ خواہش حسرت بننے لگی۔ مگر انشراح کی آمد انہیں اپنی آرزوؤں کی تکمیل لگی۔ زینب سے زیادہ انہوں نے انشراح کو پالا۔ اس کے بال سنوارتیں، بڑے شوق اور محبت سے اس کے فراک سیتیں، اس

Digestlibrary.com

کے لیے طرح طرح کی خریداری کرتیں اور اسے سنوارتی رہتیں۔ دوسری طرف زینب کو بیٹے کی خواہش تھی۔ لہٰذا وہ مشیت ایزدی سے جھگڑے کی بجائے ولید کو اپنی محبتوں کا محور بنالیا۔ وہ اسی طرح کی بے لوث محبتوں کی زنجیر میں جڑا خاندان تھا۔ مگر یہ زنجیر ہلنے لگتی، جب انشراح اور ولید کی توپوں سے الفاظ کے گولے نکلتے، مگر وہ پھر بھی مطمئن تھے، کیونکہ یہ گولے اس چھوٹے سے آنگن کی رونق تھے۔

"ماما کیا ہو رہا ہے؟" ولید اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ اتوار ہونے کی وجہ سے وہ گھر پر ہی تھا۔

"آنکھیں دیکھنے کے لیے ہوتی ہیں دیکھ لو۔" تائی ماں کی بجائے اس نے جواب دیا تھا، کیونکہ اس کی آمد اسے خاصی ناگوار گزری تھی۔ وہ اس کے عین سامنے صوفے پر لیٹ چکا تھا۔

"ایکسکیوزمی.....! میں اپنی ماما سے پوچھ رہا ہوں آپ سے نہیں۔ آپ اپنی زبان کو تکلیف مت دیں۔" طنز کے تیر برساتا وہ ماما کی گھوری کو مسلسل نظر انداز کر رہا تھا۔

"ہاں تو ماما! میں کہہ رہا تھا وہاں تو پہلے ہی اللہ کی کافی دین ہے۔ محترمہ سائیں لٹوں والی تو وہ پہلے ہی مشہور ہیں۔ میں نے کہا کہ اپنا دست کرم بمعہ روغنیات ادھر بھی فرمائیں۔" اپنے جھڑتے بالوں ڈالے سر پہ ہاتھ پھیرتا وہ ماما کی توجہ چاہ رہا تھا۔

"رہنے دیں تائی ماں!" اس نے جھٹکے سے اس سر پیچھے کیا۔ "واقعی مجھ سے زیادہ محترم گنجے سرکار کو ان روغنیات کی ضرورت ہے۔" حساب برابر کرتی وہ کارپٹ سے اٹھ کر صوفے پر آگئی، گنجے سرکار کے خطاب پر تائی ماں کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ ولید شاکی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔ جس پر وہ محض کندھے اچکا کر رہ گئیں۔

"انشراح بہت بدلحاظ ہوتی جا رہی ہو تم..... اور لاپروا بھی۔" زینب کی تنبیہی آواز کی شکل میں بیرونی امداد ملنے پر ولید کھل اٹھا۔

"جتنیں چاچی ماں...! اگر آپ لاء پڑھتی تو آج

دُنیا بھر سے منتخب معیاری ادب

عمران ڈائجسٹ

اگست 2010 کا شمارہ شائع ہوگیا ہے

Emale: id@khawateendigest.com

☆ "بے سحر رات کے مسافر" اس تاریخی کہانی میں آپ کو جہاں جنگوں کا احوال ملے گا، وہیں محبت کی لازوال داستان بھی نظر آئے گی۔

اسلم راہی کے قلم سے تاریخ کے اوراق،

☆ "سحر زادی" بعض اوقات انسان کی زندگی ایسے ایسے موڑ اختیار کرتی ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے۔ ایک حوصلہ مند نوجوان کی داستان۔ سبحان راشد کے قلم سے،

☆ "کارواں" وہ خاندانی وقار رکھتا تھا، وہ ناتجربہ کار تھا، مگر معاشرے نے اُسے بہت کچھ سکھادیا، زندگی کی پیچ راہوں کے مسافر کی تلخ وشیریں سی داستان، ایم اے راحت کے قلم سے،

☆ "خوابِ گراں" آخری صفحات پر ایم اے راحت کی معاشرتی تحریر،

☆ ملکی وغیر ملکی ادب سے انتخاب،

تازہ شمارہ آج ہی خرید لیں

Digestlibrary.com

کامیاب جج ہوتیں۔۔۔ میری عدل پسند ماں یہاں میرے پاس بیٹھیں۔" ان کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتا' وہ سراسر انشراح کو چڑا رہا تھا۔

"ماما! آپ تو اس کی سائیڈ لیں گی ہی نا۔ خوشامد جو کرتا رہتا ہے' وقتاً" فوقتاً" اس نے ماں کو جذباتی کرنا چاہا۔

"خوشامد کی بچی! کوئی کام ڈھنگ کا کرو تو تمہاری سائیڈ لوں نا!"

"کیا ہوا زینب! کیوں ڈانٹے جا رہی ہو بچی کو؟" زینت اس کی مدد کو بڑھیں۔

"ڈانٹوں نا تو کیا کروں باجی! یہ دیکھیں۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑی قمیص کا دامن سیدھا کر کے دکھایا' دامن میں بنا گلا دیکھ کر ان کی ہائے نکل گئی۔

"یہ آپ کی چہیتی نے کپڑے استری کرنے کا احسان کیا تھا کل مجھ پر' اور ڈھٹائی دیکھیں' بڑے سلیقے سے طے کر کے بھی رکھ دی' جلانے کے بعد۔" وہ افسردہ لہجے میں بولیں۔

"میں کیا کرتی استری بہت گرم ہو گئی تھی۔ اچانک ہی ہو گیا۔" وہ واقعی شرمندہ تھی۔

"چچ چچ۔۔۔ یعنی استری کا قصور ہے' وہی گرم ہوئی تھی' آپ کا تو کوئی قصور نہیں' چچی ماں مہنگی قمیص تھی نا؟" ولید کی زبان میں بھی کھجلی ہوئی۔

"ہاں تو اور کیا؟ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی بھی چیز اس کے ہاتھ میں دو اور اس پر بے شک فاتحہ پڑھ لو۔" وہ ابھی بھی قمیص کو دیکھ دیکھ کر اسے کوس رہی تھیں۔

"تم چپ رہو۔۔۔ تمہاری قمیص تو نہیں جلائی نا۔ اپنی ماں کی جلائی ہے' تمہیں تکلیف؟" ولید کے سامنے ڈانٹ کھانے پر ہونے والی خفت مٹانے کے لیے وہ اس پر چڑھ دوڑی۔

"جملے پر غور کریں معزز خواتین! جلائی۔۔۔ دیدہ دلیری دیکھیں۔۔۔ قمیص جلائی' یعنی ارادتاً" جلائی ہے۔ چچی ماں! یہ قمیص اس نے آپ سے مانگی تو نہیں تھی؟" اس کے غصے کو ہوا دیتا وہ چچی ماں سے پوچھ رہا تھا۔

"ولید۔۔۔!" تائی ماں نے تنبیہہ کی۔ لیکن اب تنبیہہ کا فائدہ کوئی نہیں تھا' کیونکہ اب انشراح فارم میں آ چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"تم دونوں اپنے دونوں کان کھول کر انتہائی توجہ سے میری بات سنو۔" دادا جی کے حکم کے عین مطابق انشراح نے اپنے دونوں کان کھول لیے۔ ایک سننے کے لیے اور دوسرا نکالنے کے لیے۔ کیونکہ دل اتنا خوش تھا کہ کوئی نصیحت سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"تم دونوں باقاعدگی کے ساتھ واک پر چلا کرو گے۔۔۔ او کے۔ میری غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر آنا کانی کرنے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔ سن رہی ہو نا انشا؟" انہوں نے اپنے دائیں طرف چلتی انشراح سے کہا جو ہمہ تن گوش تھی۔

"جی۔۔۔ جی دادا جی۔۔۔! فکر مت کریں۔ آپ جائیں تو سہی۔" (بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔) دل نے مکارانہ حملہ کسا۔

"میں تو آیا کروں گا دادا جی۔۔۔! لیکن انشراح کی گارنٹی نہیں دے سکتا۔" بائیں جانب چلتے ولید کو نہ جانے کیسے اس کے دل کی خبریں مل جاتی تھیں۔

"یہ بھی آئے گی۔۔۔ ہر روز کی رپورٹ لیا کروں گا فون پہ۔"

دادا جی ہر سال کی طرح اس سال بھی آسٹریلیا پھوپھو کے پاس جا رہے تھے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے پھوپھو انہیں بلا لیا کرتی تھیں اور اسی بہانے خدمت کر کے ثواب کماتی رہتی تھیں۔

"اب رج کے سوؤں گی۔۔۔ اپنی مرضی سے جاگوں گی۔ خوب موجیں کروں گی۔ ولید جیسوں کی تو مانتی ہے میری پرانی جوتی۔ ہاہاہا۔ لگاتا ہے شکایتیں تو لگائے۔ میں صاف کہہ دوں گی کہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میں جاگ رہی ہوں۔" اپنی الٹی سیدھی سوچوں پر خود کو شاباشی دیتی انشراح قطعاً" نہیں جانتی تھی کہ دادا جی اس کی نیندیں اڑا کے جانے والے ہیں۔

Digestlibrary.com

٭ ٭ ٭ ٭

دو' تین مہینوں کی سخت کوشش کے بعد یہ خوب صورت اور مبارک دن اس کی زندگی میں آیا تھا۔ تقریباً" ساڑھے گیارہ بجے سو کر اٹھی' مزے سے ناشتا کیا اور اپنے کمرے میں آگئی۔ وہ کافی مطمئن تھی' کیونکہ ناشتے کی ٹیبل پر ملنے والی خبر ہی باعث اطمینان تھی کہ رپورٹر صاحب خود اپنا اصطبل بیچ کر سوئے پڑے تھے۔ یعنی نو دادا نو واک۔

"انشراح یہ لو چائے۔" ماما اس کے کمرے میں بمعہ چائے اور انتہائی نارمل موڈ میں' بات تو باعث حیرت تھی' لیکن انشراح نے محسوس نہ کروایا۔ وہ اس کے پاس ہی بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھ گئیں' گویا کوئی بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آج لیٹ اٹھی ہو۔" کافی عرصے بعد وہ اتنی محبت سے انشراح سے مخاطب تھیں۔

"جی ماما! بس دل نہیں کر رہا تھا اٹھنے کو۔" ماما کی محبت پر حیران ہو رہی تھی' مگر اپنی آنکھوں میں اڈنے والی حیرت کو چھپانے کے لیے اس نے سر ماما کے زانو پر رکھ دیا۔ گویا لاڈ اٹھوانے کے موڈ میں تھی۔ زینب بہت محبت سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔

"آگے کیا ارادہ ہے تمہارا انشراح؟" وہ کسی بات کی تمہید باندھ رہی تھیں' ان کی پراسراریت سے انشراح سمجھ چکی تھی۔

"ماما! میں نے سوچا ہے کہ ماسٹرز میں ایڈمیشن لینے کی بجائے میں شارٹ کورسز کروں۔" وہ کبھی بھی بریلینٹ اسٹوڈنٹ نہیں رہی تھی۔ اب بھی اس کا آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"ہوں... پتا ہے ابا جی کہہ رہے تھے تمہاری شادی کر دیں۔"

"سچی؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں... تم کیا کہتی ہو۔"

"ماما! جب آپ لوگ فیصلہ کر چکے ہیں تو مجھ سے پوچھنے کی فارمیلٹی کیوں پوری کر رہی ہیں۔"

"اس لیے کہ تم اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر لو' بات تو پہلے سے طے ہے' جب ابا جی آئیں گے تو باقاعدہ منگنی کی رسم کر لیں گے۔"

"ماما! آج مجھے کچھ سچ بتائیں۔ میں نے دادا جی کا کیا بگاڑا ہے۔ جو وہ میرے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ولید کو تو کچھ نہیں کہتے۔ پاپا ان کے سوتیلے بیٹے تو نہیں۔" وہ افسردگی سے کہنے لگی۔

"کیا بولتی رہتی ہو فضول؟ وہ تو تم سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔"

"کبھی دیکھی تو نہیں ان کی محبت... ولید کی کریں نا شادی پہلے... وہ چار سال بڑا ہے مجھ سے۔" ابھی شادی وادی اس کے شیڈول میں کہیں نہیں تھی۔

"وہ دو سال بڑا ہے' اسی لیے تو ہم تم سے کہتے ہیں کہ اس سے تمیز سے بات کیا کرو۔" وہ مبہم مسکراہٹ کے ساتھ اسے سمجھا رہی تھیں۔

"تمیز سے بات کرنے کے لیے عمر کا فرق ہی ضروری نہیں ہوتا اور بھی گن ہونے چاہئیں' جو آپ کے چہیتے کو چھو کر بھی نہیں گزرے۔" وہ بلاوجہ ہی غصے ہو رہی تھی۔

"اچھا چھوڑو یہ سب... ابھی منگنی کر دیتے ہیں ابا جی کی واپسی پر... جب ولید آفس جانا شروع کرے گا' تب شادی کر دیں گے۔ تب تک تم بھی ذہنی طور پر تیار ہو جاؤ اور وہ بھی اپنی پڑھائی سے فارغ ہو جائے۔" وہ رسان سے منصوبہ بندی کرنے لگیں۔

"ایکسکیوز می... میرے ذہنی طور پر تیار ہونے سے ولید کے فارغ ہونے کا کیا تعلق ہے اور میری شادی سے ولید کے آفس کا کیا تعلق ہے؟" اسے کچھ کھٹک رہا تھا۔

"ولید سے ہی تو طے ہے تمہاری شادی۔" ماما نے آرام سے دھماکہ کیا۔

"ک... ک... کیا؟" جھٹکے سے اس نے سر ان کے زانو سے اٹھا لیا۔

Digestlibrary.com

"کیا۔۔۔؟" ایسی ہی ایک صدماتی دلخراش چیخ ولید کے کمرے کے درودیوار نے بھی سنی۔
"کیا مطلب ہے آپ کا میں انشراح سے شادی؟؟" صدمے سے چور وہ جملہ سمجھ کر بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔
"ہاں۔۔۔ اس میں خرابی کیا ہے؟ تمہیں اعتراض ہے؟" زینب، ولید کے اس قدر شدید ردِ عمل پر حیرانی سے گویا ہوئیں۔
"اعتراض۔۔۔؟ اعتراضات ہیں ماما جی! اعتراضات۔"
انشراح کو بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ رطب اللسان تھی۔ "اس جیسا منہ پھٹ، بدتمیز، اسٹوپڈ، گھامڑ، دھوکے باز۔"
"ولید! ایسے نہیں کہتے بیٹا! وہ دل کی بہت اچھی ہے۔" زینت، ولید کے منہ سے انشراح کی تعریفیں سن کر اسے سمجھانے والے انداز میں بولیں۔
"ہاں دل کی بہت اچھی ہے، مگر زبان لاوا اگلتی ہے۔" وہ سلگ ہی تو گیا۔
"ماما! اگر اس دل کی اچھی کا بس چلے تو آپ کے اس لال کو داڑھ میں رکھ کے چبا ڈالے۔ میری زندگی عزت سے گزر رہی ہے، موت بھی عزت کی چاہوں گا، اس لیے مجھے تو معاف ہی رکھیں۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔
"انشراح بچے! شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔" زینب اس کو سمجھانے کی اپنی سی کوشش میں مصروف تھی۔
"ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جب میں اگلے جہان پہنچوں گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کی آنکھوں میں جو خون اترتا ہے مجھے دیکھ کر۔۔۔ وہ آپ لوگوں کو نظر کیوں نہیں آتا؟" بے بسی سے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
"وہ اتنا خونخوار بھی نہیں ہے۔۔۔ تمہیں تو وہ ویسے ہی تنگ کرتا ہے نا!" ابا جی نے کس مشکل میں ڈال دیا تھا دونوں بہنوں کو۔

"مما اس کی وکالت مت کریں۔ آپ نے ایسا سوچا بھی کیسے؟" وہ مٹھیوں میں بال بھینچے صدمے سے دوچار تھا۔
"یہ تو ابا جی کا فیصلہ ہے بیٹے! جب تم دونوں چھوٹے چھوٹے تھے تب سے انہوں نے ہمارے کانوں میں یہ بات ڈال دی تھی۔ اور ہمیں کوئی اعتراض بھی نہیں تھا اور نہ ہے۔" زینت بیٹے کو اسی صدماتی کیفیت سے نکالنا چاہ رہی تھیں۔
"آپ کو نہ ہو گا اعتراض، مجھے تو ہے۔" انشراح تنک کے بولی۔
"اور دادا جی کی تو کیا ہی بات ہے۔ اڑتی ہوئی مکھی کی نسل بتا سکتے ہیں، مگر ہم دونوں کے بیچ پاک و ہند جیسے تعلقات نہیں دیکھ سکتے۔" انشراح کو سارا غصہ ہی دادا جی پہ تھا۔
"تمیز سے بات کرو۔۔۔ وہ تمہارے دادا ہیں۔" انہوں نے بدتمیزی پر اسے ٹوکا۔
"میرے دادا ہیں تو میرے دادا ہیں۔ انڈر ورلڈ والے دادا تو نا بنیں۔" ولید کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔
انہوں نے جو بھی فیصلہ کیا ہے سوچ سمجھ کر ہی کیا ہے۔ دیکھو! انشراح اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہے۔ وہ ہی ان کے لیے سب کچھ ہے، اگر اس کی شادی کہیں اور کر دیتے ہیں تو سوچو وہ کتنے اکیلے ہو جائیں گے۔" زینت نہایت رسان سے ولید کو فیصلے کے محرکات بتا رہی تھیں۔
"آپ لوگوں کو بس اپنی فکر ہے۔ میری کوئی فکر نہیں۔ میری کیا خواہشات ہیں؟ کیا خواب ہیں؟" انشراح زینب کی تقریر سن کر بھڑ اٹھی۔ زینب یکلخت ٹھٹک گئیں۔
"انشراح۔۔۔! کہیں کوئی اور تو نہیں۔" ایک خدشہ زبان پر آ گیا۔ انشراح ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگی، جہاں بے یقینی کی ہلکی سی تہہ تھی۔
"یہ ہی تو غم ہے ماما! کہ کوئی اور نہیں ہے۔" وہ افسوس سے بولی تو زینب کی آنکھوں سے اطمینان

digestlibrary.com

جھلکنے لگا۔

"میں آپ کو بتا رہی ہوں ماما! ولید کی شادی دنیا کی سب لڑکیوں سے ہو سکتی ہے، مگر مجھ سے نہیں، نیور۔" قطعیت سے کہتی وہ بہت مختلف لگ رہی تھی۔

"ساری دنیا کی لڑکیوں میں سے کوئی ایک بھی یہاں آگئی تو ہمیں برداشت نہیں کرے گی، آج کل کی لڑکیاں تو سگی ساسوں کو سگی نہیں سمجھتیں۔۔۔ ہمیں تو وہ جلد ہی چلتا باہر کرے گی۔" زینب جذباتی ہو گئیں۔

"چوٹی سے پکڑ کر اسے نکال باہر کروں گا، اگر اس نے آپ سے یا چچی ماں سے بدتمیزی کی تو۔۔۔" ولید زینت کی بات سن کر یک دم بولا۔

"اس بات کی آپ فکر نہ کریں۔ بس میں انشراح سے شادی نہیں کرنے والا۔۔۔ دیٹس اٹ۔" فیصلہ صادر کرنے والے انداز میں وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا تو زینت ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اپنے دادا سے خود بات کر لینا، ہم میں تو ہمت نہیں ہے، ان کا فیصلہ ہے وہ خود ہی تبدیل کریں تو کریں۔" زینب تھک ہار کر بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"دادا جی سے تو بات کروں گی ہی۔۔۔ پہلے ذرا اس نیل کنٹھ کی تو خبر لوں۔ جو مجھ سے شادی کے سپنے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔" زینب کے نکلتے ہی وہ اس کی "خبر" لینے کی غرض سے سیڑھیاں اترنے لگی۔

ولید بھی شاید اسی مقصد کے لیے تن فن کرتا ایک ہی جست میں دو، دو سیڑھیاں پار کرتا کسی سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ ابھی سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ کسی کی پاٹ دار آواز نے سماعتوں پر حملہ کیا۔

"آنکھیں ہیں یا بٹن ہیں؟ نظر نہیں آتا، میں سیڑھیاں اتر رہی ہوں۔" بمشکل خود کو سنبھالتی وہ اسے لتاڑنے لگی۔

"میری تو آنکھیں ہی ہیں تمہارے بٹنے فٹ ہیں شاید۔ کیونکہ اترنے والے کو چڑھنا والا نظر آجانا چاہیے۔" وہ بھی ترکی بہ ترکی بولا۔

"تم جتنی مرضی فلمی سچویشنز پیدا کر لو میں تمہیں تمہارے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہونے نہیں دوں گی، سمجھے تم۔" وہ سیڑھیوں پر ہی سارے حساب بے باق کر رہی تھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے شفقت چیمہ کی فوٹو کاپی سے ٹکرا ٹکرا کر فلمی سچویشن پیدا کرنے کا اور دوسری بات یہ کہ کون سے ناپاک ارادے؟" دونوں ہاتھ کمر پر جما کر وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھنے لگا۔ "مجھ سے شادی کرنے کا گھناؤنا آئیڈیا تمہارے دماغ میں ہی آیا ہے نا؟"

"اے، ارے، ہیلو۔" الزام سن کر تو اس کا دماغ ہی گھوم گیا۔ "خوش فہمیوں کی ملکہ! میں تم سے شادی کروں گا؟" شہادت کی انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتا وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں؟ جیسے تم نیم چڑھے کریلے سے بھی زیادہ کڑوی لگتی ہو۔ تم سے شادی کروں گا۔ ویری فنی۔۔۔ ہاں یہ تمہارے ذہن کی اختراع ہو سکتی ہے۔" اس نے نہ صرف انکار کر دیا، بلکہ لگے ہاتھوں بے عزتی بھی کر ڈالی۔ انشراح کی آنکھوں میں تو مرچیں لگنے لگیں۔

"جی نہیں۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھے تو تم نیلے تھوتھے سے بھی زیادہ زہریلے لگتے ہو۔ میں تمہیں اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی، کجا کہ شادی۔۔۔ نیور۔" وہ نفی میں سر ہلاتی سیڑھی پر بیٹھ گئی۔ ولید ایک منٹ اسے دیکھتا رہا اور پھر اس سے ایک سیڑھی چھوڑ کر اوپر بیٹھ گیا۔

"او کے۔ فار گیٹ اٹ! کہ میں تمہیں کیسا لگتا ہوں یا تم مجھے کیسی لگتی ہو۔ یہ تو طے ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتے۔ یعنی ہمارے بڑے ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کے موڈ میں ہیں۔" وہ رسان سے گویا ہوا۔

"اور میں یہ زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔ کسی قیمت پر بھی نہیں۔" غصے سے اس کی طرف رخ موڑ کر اسے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔

"ریلیکس! مل کے سوچتے ہیں کچھ۔" وہ پُرسوچ

Digestlibrary.com

اندازمیں ٹھوڑی پرہاتھ پھیرنے لگا۔

"چلو نیچے۔۔۔ میرے کمرے میں بیٹھ کے اس کا کچھ حل نکالتے ہیں۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں تمہارے کمرے میں نہیں۔ وہاں دیواروں پر لٹکتی بے ہودگی دیکھ کر مجھے کراہیت آتی ہے۔" ولید کے کمرے میں لگی جینفر لوپیز کی تصاویر پہ اس نے ناک سکوڑ کر چوٹ کی جو اسے بالکل بھی نہیں بھائی۔

"تو کیا تمہارے کمرے میں؟" ولید تنک کر پوچھنے لگا۔ انشراح نے اثبات میں سر ہلایا تو بولا۔ "جہاں گھستے ہی کافور کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرا کر بے اختیار کلمہ شہادت پڑھنے پر مجبور کرتی ہے؟" انشراح کے کمرے میں ہروقت ایئر فریشنر کی پھیلی دھیمی خوشبو کو کافور سے تعبیر کرتا اسے دہلا ہی تو گیا۔ وہ بھی یکلخت اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم نے وہ کہانی تو سنی ہوگی جس میں بھنگی غلطی سے خوشبوؤں کی دکان پر چلا جاتا ہے اور بے ہوش ہوجاتا ہے۔" طنزیہ انداز میں حساب برابر کرتی انشراح نے بازو چڑھا لیے تھے۔

"اور تم نے بھی یہ بات بھی سنی ہوگی کہ جو لوگ سالہا سال نہاتے نہیں وہ ان ہی مصنوعی خوشبوؤں کا استعمال کرکے خود کو دوسروں کے لیے قابلِ برداشت بناتے ہیں۔" وہ کہاں کم تھا۔

"ولید۔۔۔! تم انتہائی فضول ہو اور تم سے کوئی بات کرنا اس سے بھی زیادہ فضول ہے۔" ہاتھ اٹھا کر اس سے کہتی وہ واپس سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"اپنے بارے میں بھی سنتی جاؤ میڈم! میاں مٹھو!" اس نے بھی پیچھے سے ہانک لگائی اور سیڑھیاں اترنے لگا۔

☆ ☆ ☆

زینت صبح سے کئی بار ولید کا دروازہ بجا چکی تھی۔ لیکن وہ کھول ہی نہیں رہا تھا۔ یا تو وہ بہت گہری نیند میں تھا یا پھر جان بوجھ کر نہیں کھول رہا تھا۔ احتجاجاً" ایک آدھ دفعہ برے خیال نے بھی زینت کے دماغ پر حملہ کیا، پر اس نے جھٹک دیا۔ بیٹے کو اچھی طرح جانتی تھی وہ، جذباتی ضرور تھا، مگر بے وقوف نہیں۔

تقریباً" ساڑھے بارہ بجے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ زینت نے سکون کا سانس لیا۔ گزرتے لمحوں نے جو واہمے اس کے دل میں ڈالے تھے یک دم ختم ہوگئے۔ وہ کسلمندی سے چلتا لاؤنج میں رکھے بڑے صوفے پر لیٹ گیا۔ کشن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ لال آنکھیں، بکھرے بال، شکن آلود کپڑے اور پریشان حال رتجگے کی چغلی کھا رہے تھے۔ اس کا ہر عضو بے چین تھا۔ زینت کو تاسف نے گھیر لیا۔ وہ دھیرے سے چلتی ہوئی اس کے قریب آگئیں۔

"کیا بات ہے؟ طبیعت تو ٹھیک ہے؟" کشن اس کے چہرے سے ہٹا کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کے ٹمپریچر چیک کیا۔ جو نارمل تھا۔ ولید نے بس ہوں کہنے پر اکتفا کیا۔

"کیا ہوں؟ یونیورسٹی سے چھٹی تھی آج۔" وہ قریب پڑے چھوٹے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"نہیں۔" کشن پھر اس نے منہ پر رکھ لیا تھا۔

"پھر یونیورسٹی کیوں نہیں گئے؟" وہ فکرمندی سے پوچھنے لگیں۔

"رات کو سو نہیں سکا۔ نیند ہی نہیں آرہی تھی۔ آئی بھی تو صبح پانچ بجے۔" غنودگی ابھی بھی اس کی آواز میں گھلی ہوئی تھی۔ زینت پوچھ نہ سکیں کہ کیوں نیند نہ آئی، کیونکہ وہ جواب جانتی تھیں، ایک دم خاموش ہوگئیں۔

"موبائل آف ہے تمہارا؟" قدرے توقف کے بعد وہ پھر گویا ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ شاید۔۔۔" وہ اکتاہٹ سے بولا۔

"عمر کا فون آیا تھا۔ پوچھ رہا تھا تمہارا۔"

"اس کو کیا مصیبت ہوگئی صبح صبح۔" وہ بلاوجہ ہی عمر پر غصہ اتارنے لگا۔

"ارے، تمہاری خیریت پوچھنے کے لیے فون کیا تھا۔ تم نے کبھی چھٹی بھی تو نہیں کی پہلے۔ یوں بنا بتائے۔" عمر اس کا بہت اچھا اور لائق دوست تھا۔ زینت کے خیال میں اس نے زندگی میں ڈھنگ کا ایک ہی کام کیا

Digestlibrary.com

ہے اور وہ ہے عمر سے دوستی۔

"آپ کو نہیں پتا ماما! وہ کتنا مطلبی اور خود غرض ہے سب کی طرح' اسے بھی صرف اپنی پروا ہے' ابھی بھی اسائنمنٹ چاہیے ہوگی۔ ہر کوئی اپنا اُلّو سیدھا کرتا ہے تو وہ کیوں پیچھے رہے۔" وہ یہ سب عمر کو کہہ رہا تھا' مگر سنا زینت کو رہا تھا۔ کشن منہ سے اٹھا کر سر کے نیچے رکھ لیا۔

"وہ تو بہت اچھا ہے بیٹے! کتنی ہیلپ کرتا ہے تمہاری۔ آج سے پہلے تو تم اس سے اسائنمنٹ لیتے تھے۔ خود ہی کہتے تھے اس نے بنائی میں نے بنائی ایک ہی بات ہے۔ اب ایک دم وہ مطلبی کیسے ہوگیا۔" زینت کو بیٹے کا دوہرا معیار کچھ پسند نہ آیا۔ اور بیٹا جو بات ماں کو سنانے کے لیے اپنے دوست کی درگت بنا رہا تھا اس بات کا صفر اثر دیکھ کر جھنجلا گیا۔

"دیکھنے میں سب اچھے ہوتے ہیں۔ پتا تو برتنے پر چلتا ہے۔ اب اپنے دادا جی کو ہی دیکھ لیں۔ دنیا دیکھے تو پوتے سے ان کی محبت کے مظاہرے دیکھ کر واہ واہ کر اٹھے۔ مگر عملی طور پر..... ہونہہ۔" زینت ہکا بکا اسے دیکھتی رہ گئیں' جو غصے سے کشن پھینک کر دوبارہ کمرے میں جا چکا تھا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

تقریباً" دس منٹ سے وہ شاور کے نیچے آنکھیں بند کرکے کھڑا اپنے بھیجے کو ٹھنڈا کرنے کی کوششوں میں تھا۔ اور جب گیارہویں منٹ میں تمام پریشانی اور مایوسی پانی کے ساتھ بہہ گئی تو ایک خوش کن آئیڈیے نے اس کی کھوپڑی پر دستک دی۔ جیسے ہی اس نے دماغ کی کھڑکی کھول کر اس آئیڈیے پر غور کیا' دل ہمک اٹھا۔ فوراً" شاور بند کیا اور اپنے ہزار بار کیے ہوئے تجزیے کی ایک دفعہ پھر تصدیق کی کہ ہر اچھا آئیڈیا ولید صفی اللہ کو واش روم میں ہی آتا ہے۔ بات تو سچ ہے' مگر بات ہے رسوائی کی اور اسی رسوائی کے ڈر سے اس نے اپنا یہ کارنامہ کبھی کسی کو بتایا بھی نہیں تھا۔ وہ جب واش روم سے باہر نکلا تو کافی سے زیادہ فریش تھا۔ جس مسئلے نے رات بھر اسے سونے نہیں دیا تھا' اس کا حل مل چکا تھا۔

وہ کمرے سے باہر نکلا تو زینت اسے دیکھ کر حیران تھیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جس کا روم روم کانٹا بنا ہوا تھا اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل رہا تھا۔ زینب اور زینت نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سیٹی بجاتے ولید کو..... جو ان کے پاس ہی آبیٹھا۔

"ہائے گرلز..... ناشتا ملے گا۔" شوخی سے کہتا ابھی تھوڑی دیر پہلے والے ولید سے بالکل مختلف لگ رہا تھا۔

"یہ ٹائم ہے ناشتے کا؟" دھنیا کاٹتی زینت نے گویا ناراضی کا اظہار کیا۔ زینب اس کے طرزِ مخاطب پر مسکرا رہی تھیں۔ وہ ماں' بیٹے میں ہونے والی گفتگو سے لاعلم تھیں۔

"باجی! میرے خیال میں ناشتا دے دینا چاہیے۔ بہت عرصے بعد کسی نے یوں مخاطب کیا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگیں۔ ان کے خیال میں زینت اس کے دیر سے جاگنے پر ناراض تھیں۔

"چاچی ماں..! اگر آپ کو اچھا لگا ہے تو میں آپ کو ہر روز یوں ہی بلایا کروں گا' لٹل گرل۔" شوخی سے کہتا زینت کو حیران کرنے پر تلا ہوا تھا۔

"بس' بس..... ابھی کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اب اپنے چچا کے سامنے کہنا۔" زینب اس کا ناشتا لانے کے ارادے سے کچن کی طرف جاتی کہنے لگیں۔

"یعنی آپ چاہتی ہیں چچا کو میری دماغی حالت پر شبہ ہو۔" اس نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"اگر ہو بھی جائے تو ایسا غلط بھی نہیں۔ ایسی حرکتیں کرنے والوں کی دماغی حالت پر شبہ ہی کرنا چاہیے۔" زینب کی بجائے زینت نے جواب دیا اور تیز تیز چھری چلانے لگیں۔ وہ ان کا اشارہ سمجھ گیا۔ فوراً" اٹھ کر ان کے قریب آیا' چھری اور دھنیا ان کے ہاتھوں سے لے کر برتن میں رکھے اور تسلی سے گویا ہوا۔

"ماما! آپ کو عمر کیسا لگتا ہے؟" زینت کے ہاتھ

Digestlibrary.com

ہاتھوں میں لیے وہ یوں پوچھ رہا تھا گویا اپنی مرضی کا جواب لے کر ٹلے گا اور وہ حیران و پریشان اس کی بے تکی حرکتوں کے بعد اس کی بے تکی بات ملاحظہ کر رہی تھیں۔ اس کے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑا لیے۔

"مطلبی! خود غرض اور اپنا الّو سیدھا کرنے والا۔" وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ گویا ہوئیں اور چھری اور دھنیا پھر پکڑ لیا۔

"ماما! میری بات مت دُہرائیں۔ میں تو بکواس کر رہا تھا۔" وہ درحقیقت اپنی تھوڑی دیر پہلے والی جذباتیت کو کوس رہا تھا۔

"تم کیا سننا چاہتے ہو؟" ماتھے پر تیوری ہنوز قائم تھی۔

"سچ یہ ہے کہ وہ انتہائی سلجھا ہوا اور سمجھ دار بچہ ہے۔ جس کی دوستی کے حق دار کم از کم تم جیسے احسان فراموش لوگ نہیں ہوسکتے۔" زینت نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں یہ ہے تو... وہ ایسا ہے کہ اگر چراغ کیا ٹیوب لائٹ لے کر بھی ڈھونڈیں تو ایسا لڑکا نہ ملے... ہے نا۔" وہ خوشی خوشی اپنی بات کی تائید چاہ رہا تھا۔ زینت نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم کہنا کیا چاہ رہے ہو؟" صرف نظریں ہی نہیں لہجہ بھی مشکوک ہوگیا۔ ولید تھوڑا سا سنبھل گیا اور کھنکار کر گلا صاف کیا اور تمہیداً سیدھا ہوا۔

"میرا خیال ہے ماما! اپنی انشراح کے لیے بیسٹ ہے۔" رازدارانہ انداز میں کہتا وہ ان کے قریب ہوا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم... دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" آواز دبا کر اس کے شان دار آئیڈیے کی "داد" دینے لگیں۔

"کیا مطلب؟ اتنا شان دار لڑکا ہے... یا پھر کم از کم مجھ سے تو اچھا ہے نا۔ ابھی آپ نے خود قبولا تھا۔" چھری ابھی بھی ولید کے ہاتھ میں تھی۔

"ہم نے تم سے مشورہ نہیں مانگا۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ وہ ہماری بیٹی ہے، تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔" روکھے لہجے میں اسے ڈپٹا۔

"بیٹی تو آپ کی ہے، مگر آپ سلوک اس کے ساتھ دشمنوں والا کر رہی ہیں۔ کوئی اپنی بیٹی کو یوں اندھے کنویں میں دھکیلتا ہے بھلا۔" جذباتی بلیک میلنگ سے کام لیتا ولید چہرے پر کرب ناک تاثر پھیلائے افسوس سے کہنے لگا۔

"ولید! دفع ہوجاؤ یہاں سے۔ ہر وقت بے پر کی ہانکتے رہتے ہو۔ اپنا قد دیکھو اور حرکتیں دیکھو۔ لگتا ہی نہیں کہ کچھ عرصے میں باپ کا بزنس سنبھالو گے۔ سنبھالو گے کیا ڈبوؤ گے۔" زینت جو شروع ہوئیں تو چپ کروانا مشکل ہوگیا' وہ کان لپیٹ کر وہاں سے اٹھا اور کچن میں جا کے دم لیا۔ اپنے انتہائی شان دار آئیڈیے کی درگت نے اسے پھر سے پریشان کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

پارک میں معمول کے مطابق چہل پہل تھی، مگر آج ولید اور انشراح یہاں واک کی بجائے سوچ بچار کرنے آئے تھے۔ سنگی بینچ پر بیٹھے ایک دوسرے سے اپنی شادی رکوانے کے طریقوں پر غور فرما رہے تھے۔ انشراح کبھی اتنی جلدی اٹھ کر پارک میں صبح کی سیر کے لیے نہ آتی، جو اگر اس کے مستقبل کا سوال نہ ہوتا تو لیکن ولید کا خیال تھا کہ چونکہ فیصلہ ان دونوں کی زندگیوں کا ہے۔ اس لیے ان دونوں کو مل بیٹھ کر حل نکالنا چاہیے اور حل کا نکلنا دشمن عناصر کیمپ جیسے ان کے گھر میں قطعاً "ممکن نہیں۔

"انشراح! کوئی لڑکا ہے تمہاری نظر میں؟" ولید نے سر ہاتھوں میں گرائے انشراح کو مخاطب کیا۔ جس نے اس سوال پر بے حد غصے سے گھورا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ تم مجھے ایسا سمجھتے ہو؟ میں لڑکوں کو نظروں میں رکھنے والی لگتی ہوں تمہیں؟" وہ اچھا خاصا برا مان چکی تھی۔

"اُف... ملکۂ جذبات، میرا مطلب ہے کوئی تو ہوگا تمہارا آئیڈیل یعنی تم نے سوچا ہوگا کہ ایسا آدمی تمہاری زندگی کا ساتھی ہو۔" وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا۔

Digestlibrary.com

Digestlibrary.com

"ہاں۔۔۔" وہ اوپر فضاؤں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے جنید جمشید بہت پسند ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میری زندگی میں آنے والا ویسا ہی ہو۔" وہ سوچتی ہوئی اپنے آئیڈیل کی تصویر آسمان پر بنا رہی تھی گویا۔

"لو جی تمہارا مسئلہ تو حل ہو گیا۔" وہ تیز لہجے میں ہاتھ گھٹنوں پر مارتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ سمجھی نہیں۔

"مطلب یہ کہ مائی ڈیئر کزن۔۔۔ تمہارا آئیڈیل مل گیا۔ ہماری یونیورسٹی کا پیون ہے۔ خود کو جنید جمشید سمجھتا ہے۔ کسی حد تک شکل بھی ملتی ہے۔ گھر جاتے ہی چچا کو تمہاری پسند بتا دیتا ہوں۔ مسئلہ حل۔" چٹکیاں بجاتا وہ مسئلے کا حل بتا رہا تھا۔ یہ دیکھے بغیر کہ مقابل ہستی کے چہرے کے زاویے بگڑ چکے ہیں۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟" صدمے کی سی کیفیت میں وہ بولی۔

"ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہو جہاں عزت و غیرت کے نام پر خون خرابہ ہو جاتا ہے' تم مجھے یعنی اپنے گھر کی عزت کو ورغلا رہے ہو۔ اپنے ہی دادا کی پگڑی اچھلوانا چاہتے ہو' وہ بھی ان کی پوتی کے ہاتھوں' اور تو اور تمہیں میرے لیے اپنی یونیورسٹی کا پیون ہی ملا ہے۔" سانس لیے بغیر وہ بولتی ولید کے اس آئیڈیے کو بھی فیل کر گئی۔

"آہستہ بولو' ہم گھر میں نہیں بیٹھے۔" ولید نے اسے جلدی سے ٹوکا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ' تم سنجیدہ بھی ہو یا۔۔۔ سب کچھ یوں ہی چلنے دینا چاہتی ہو؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا۔

"تم سے بھی زیادہ سنجیدہ ہوں اس معاملے میں۔" وہ ترنت بولی۔

"دیکھو اگر ہم لڑتے رہے تو مسئلہ جوں کا توں رہے گا۔ لہٰذا یہ طے کرو کہ ہم لڑے بغیر پوری ہم آہنگی کے ساتھ ایسا سولڈ ریزن تلاش کریں کہ دادا جی فوراً سے پیشتر اپنا فیصلہ تبدیل کر دیں۔"

کچھ دیر سوچ بچار کرنے کے بعد یک دم انشراح کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"تم دادا جی کے آنے تک ایک لڑکی پھنساؤ۔۔۔ چکر چلاؤ اور پھر جب دادا جی آ جائیں تو ان کے سامنے پیش کر دو۔ کیوں۔۔۔؟ ہے نا زبردست آئیڈیا؟" وہ داد طلب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"لڑکی نہ ہو گئی رشین سلاد ہو گئی۔ میں دادا جی کے سامنے پیش کروں گا اور وہ مسکراتے ہوئے اس میں سے تھوڑا سا چکھیں گے اور میرے سگھڑاپے پر صدقے واری ہوتے میرا ماتھا چوم لیں گے۔" ہونہہ تیز لہجے میں بولتا اس کے آئیڈیے کو زیرو کر گیا۔ مگر اس نے ہار کہاں مانی تھی۔

"نہیں ولید! تم بھوک ہڑتال کر دینا۔ میں تو کہتی ہوں خودکشی کی دھمکی دے ڈالنا۔" وہ اسے مشوروں سے نواز رہی تھی۔

"خودکشی کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی مائی ڈیئر! دادا جی مجھے اس کا موقع ہی نہیں دیں گے۔ وہ بہت محبت سے ہماری خاندانی شناختی علامت یعنی وہ قدیم بندوق جسے دادا جی جانے سے محض دو دن قبل لٹکا کر گئے ہیں نکالیں گے' اسے بہت لگاوٹ سے میری روشن و کشادہ پیشانی پر رکھیں گے اور داغ دیں گے اور میں عین عالم شباب میں آنجہانی نہیں ہونا چاہتا۔ آئم سوری میم!" اس نے نہایت مہذبانہ انداز میں معذرت کر لی۔

"ولید۔۔۔! ڈرپوک مت بنو' دادا جی تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ یقیناً خودکشی والی دھمکی پر مان جائیں گے اور کوئی حل نہیں ہے ولید! اگر اس آئیڈیے پر عمل نہیں کرو گے تو۔۔۔" وہ چپ ہو گئی' دھمکی دیتے دیتے۔

"تو۔۔۔؟" اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

"تو میں تمہیں مار دوں گی۔" وہ دونوں ہاتھ اس کی گردن کی طرف بڑھا کر بولی۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اب تمہیں اپنے باپ' دادا کی پگڑی اور شملے کا خیال نہیں آیا۔ اپنی دفعہ تو بڑی تڑپی تھیں تم۔" وہ

مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اُفوہ تمہیں اتنا بھی نہیں پتا! ہمارے ہاں باپ' دادا کی عزت و غیرت کی رکھوالی لڑکیوں کے ذمہ ہوتی ہے۔ مردوں کو سب معاف ہے۔ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ میں گارنٹی دیتی ہوں۔" وہ گھٹنوں پہ دباؤ ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہونہہ..... تم اور تمہاری گارنٹیاں۔" بڑبڑاتا ہوا وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ جتنی جلدی ہو سکے لڑکی ڈھونڈی جائے۔ جو ہر طرح سے خاندانی وقار اور دادا جی کے معیار پر پوری اترتی ہو۔ خاندان برادری کی ساری لڑکیاں چھان ماریں' ولید کی کلاس فیلوز' سینئر' جونیئر' تمام لڑکیاں کھنگال ڈالیں' انشراح کی فرینڈز تک پر نظر دوڑا ڈالی' اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ انشراح کو پسند آتی تو ولید کو انکار ہوتا' ولید راضی ہو جاتا تو انشراح کا خیال ہوتا کہ دادا جی ریجیکٹ کر دیں گے' لہٰذا ابھی تک تلاش جاری تھی۔

دادا جی کو ہر روز پازیٹو رپورٹ ملتی۔ ان کی بڑھتی ہوئی ذہنی ہم آہنگی کو دیکھ دیکھ کر گھر والوں میں بھی اطمینان کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

انشراح نے بوریت سے اکتا کر کوکنگ سینٹر جوائن کر لیا تھا۔ اس فیصلے کا محرک ولید کا مشورہ بھی تھا۔ ولید کا خیال تھا انشراح کو اپنا سوشل سرکل وسیع کرنا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ لڑکیوں سے دوستیاں کرنی چاہئیں۔ اگر سوال انشراح کی اپنی زندگی کا نہ ہوتا تو وہ کبھی ولید کی بات پر کان نہ دھرتی۔ شام چار بجے سے چھ بجے تک وہ سینٹر پر ہوتی' ولید نے بخوشی اس کو لانے' لے جانے کی ذمہ داری قبول کر کے گھر والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اب وہ ان کو کیسے بتاتا کہ درحقیقت وہ وہاں لڑکیاں دیکھنے جانا چاہتا ہے۔ یعنی ولید اور انشراح ہر قیمت پر اپنے مشن کو پاسبل کرنے کے لیے تگ و دو میں مصروف تھے۔

ولید کب سے گاڑی گیٹ سے نکال کر انشراح کا انتظار کر رہا تھا' مگر وہ نکل ہی نہیں رہی تھی۔

"پتا نہیں کون سی تیاریاں کر رہی ہے۔" اس نے کوفت سے سوچا اور گاڑی کے ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔ خود وہ گاڑی کا دروازہ کھولے کھڑا تھا اور ہاتھ اس کا ہارن پر گویا چپک گیا تھا کہ اچانک ہوا اشکبار ہو کر اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ پرفیوم میں نہائی وہ دوشیزہ جیسے ہی اس کے انتہائی قریب سے گزر کر آگے بڑھی' اس کا ہاتھ خود بخود ہارن سے اٹھ گیا۔ اس نے گیٹ کی طرف دیکھا' جہاں انشراح کی موجودگی کا کوئی نام نشان نہیں تھا اور پھر دوبارہ اس جاتی حسینہ کی طرف دیکھا۔ جس کے دراز قد نے اسے چونکا دیا تھا' جس کے لمبے حسین اور چمک دار بال کمر سے نیچے تک لہریں بناتے جا رہے تھے۔ ولید ان لہروں میں ڈوبنے کو بے تاب سا ہو گیا۔ بے اختیار ہی اس کے ہونٹ سکڑے اور ایک سریلی سی سیٹی ہونٹوں کی باڑ پار کر کے اس دوشیزہ کی سماعتوں سے ٹکرائی اور اس آواز نے اس کے قدم زنجیر کر لیے' وہ ایک دم رک گئی۔ ولید اس کا چاند چہرہ دیکھنے کو بے قرار تھا۔ ستارہ آنکھوں پر کمند ڈالنے کو بے چین' جیسے ہی وہ مڑی ایک زوردار تالی مار کر ولید کی اچانک پیدا ہونے والی خواہشات کو مسل کر رکھ دیا۔

ولید حیران اس بات پہ تھا کہ خواجہ سرا اتنا حسین بھی ہو سکتا ہے اور پریشان اس بات پر کہ انشراح آ گئی تو کیا ہو گا۔ کیونکہ حسینہ کے منہ سے پھول جھڑ رہے تھے۔

"ہا..... راہ جاتی حسیناؤں کو سیٹیاں مارتے ہو۔ گھر میں ماں' بہن نہیں ہے کیا!" وہ حسینہ لفظوں کی تکرار اور تالیوں کی پھٹکار سمیت عین اس کے سامنے آ پہنچی تھی' وہ ہکلا گیا۔

"دیکھیں..... آپ غلط سمجھی ہیں' میرا مطلب ہے سمجھے نہیں' میں نے غلط نیت سے سیٹی نہیں بجائی۔" برا پھنسا تھا۔

"تو کیا تم نے خطبہ سنانے کے لیے سیٹی بجائی ہے' ہیں۔" اس کے منہ کے سامنے تالی مارتے ہوئے وہ پھر

Digestlibrary.com

بولی' اور جس کے طوطے پہلے ہی اڑ چکے تھے۔ انشراح کو گیٹ سے نکلتے دیکھ کر کبوتر بھی اڑ گئے۔

"دیکھیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ پھر بھی سوری۔" وہ نہیں چاہتا تھا کہ انشراح کو اس بات کا علم ہو' اس لیے جلدی جلدی بات ختم کرنا چاہی۔ "کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی بابو! تم نے سیٹی مجھے دیکھ کر ہی بجائی تھی۔"

"اچھا۔ بجائی تھی کرلو جو کرنا ہے۔" بات تو کھل ہی گئی تھی۔ لہٰذا ولید نے زیادہ گھگھیانا مناسب نہ سمجھا۔

"اوئے۔" وہ تو بپھر ہی گئی۔

"چھچھوندر کی شکل کے نیولے۔ یہ سینہ زوری لیلیٰ کے سامنے نہیں چلے گی۔" اس کے لہجے سے لگا اپنے گروہ کی ڈان ہے۔

"شکر کر آج لیلیٰ کا موڈ اچھا ہے۔ اس لیے بچ گیا تو ورنہ جن ہونٹوں سے تُو نے سیٹی بجائی ہے نا اپنی انگلیوں میں لے کر مروڑ دیتی میں' ہاں۔" ایک اور تالی بجا کر وہ وہاں سے چل دی' مگر یہ آخری تالی نہیں تھی۔ اچانک وہ مڑی اور انگلی اٹھا کر بولی۔ تب تک انشراح وہاں پہنچ چکی تھی اور حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اب اگر کسی کو سیٹی مارنے لگو تو پہلے مجھے یاد کرلینا۔" اور اپنی آخری تالی مار کر اٹھلاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔ ولید غصے سے فوں فاں کرتا گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرکے غصے کا اظہار کیا' اور انشراح! اس سے تو ہنسی کنٹرول ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"چھچھوندر کی شکل کا نیولہ۔" بمشکل اس نے اپنے ہنسنے کی وجہ بتائی۔ "اُف! اس کا تجزیہ تو دیکھو۔" وہ ہنستے ہنستے کہہ رہی تھی۔ ولید کا پارہ مزید ہائی ہوگیا۔

"اس میں ہنسنے والی کوئی بات نہیں۔ دانت اندر رکھو تم۔" اسے ڈپٹ کر غصے کا اظہار کیا۔

"ہاں... واقعی ولید!" وہ ایک دم سنجیدہ ہوگئی۔ "یہ ہنسنے کا مقام تو نہیں' یہ تو لمحۂ فکریہ ہے' تم ان کے معیار پر بھی پورے نہیں اترے۔" آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی طاری کیے وہ ولید کو زہر لگ رہی تھی۔

✡ ✡ ✡

وقت کم تھا اور مقابلہ سخت... داداجی کی واپسی میں تھوڑا وقت رہ گیا اور لڑکی ابھی نہ صرف پسند کرنا تھی بلکہ پھنسانی بھی تھی۔

"مجھے تو لگتا ہے تمہاری اپنی نیت خراب ہوگئی ہے مجھ پہ۔" اس دن کوکنگ سینٹر سے واپسی پر ولید بولا۔

"کیا...؟ ہوش میں تو ہو۔ میری نیت خراب ہوگئی ہے یا تم خود میں ہی کوئی گُن نہیں' ایک لڑکی نہیں پٹا سکے اتنے دنوں سے۔" وہ بھی غصے میں بھری بیٹھی تھی۔

"ہاں میں نے تو جیسے ڈپلومہ لیا ہوا ہے نا لڑکیاں پٹانے میں' یہاں پر اتنی لڑکیاں آتی ہیں کوئی مجھے دکھاؤ' مجھے کسی کو دکھاؤ تو بات بنے' آتی ہو وقت گزاری کرنے اور چلی جاتی ہو۔ ڈھنگ کا کچھ پکانا بھی نہیں سیکھا۔" وہ مسلسل بول رہا تھا اور صحیح کہہ رہا تھا کل انشراح نے رس گلے بنانے کی کوشش کی تھی گھر پہ... مگر حسب عادت بیکنگ پاؤڈر ڈالنا بھول گئی تھی اور اس بھول کے نتیجے میں جو بنا تھا وہ رس گلے ہرگز نہیں تھے۔

"ہاں تو میں کیا کروں اگر میرے سینٹر کی لڑکیاں ہی بہت خوش ذوق ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر یوں آنکھیں گھماتی ہیں گویا میرے ساتھ کوئی ایلین ہے۔" اس نے بھی حساب برابر کیا۔

"میڈم خبط الحواس! اگر آپ اپنی ذہنی صلاحیتیں استعمال کرنے کی عادی ہوتیں تو ان کی آنکھوں کی زبان سمجھنے کے قابل ہوتیں۔ وہ یقیناً "میری وجاہت کے اعتراف میں گھومتی ہوں گی۔" فرضی کالر جھاڑتا وہ اس کی بات کو مکھی کی طرح اڑا چکا تھا۔

"جی بالکل بجا فرمایا آپ نے۔ اسی وجاہت کے اعتراف میں ایک دن ایک لڑکی نے مجھ سے کہا تھا "یار! شوفر تو کام کا رکھ لیتیں۔"

Digestlibrary.com

"کیا۔۔۔؟" دلخراش چیخ کے ساتھ گاڑی ایک دم رک گئی۔ انشراح کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"جی۔۔۔ صدمے کے سمندر میں ڈبکیاں کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہادری سے حقیقت کا سامنا کرو اور گاڑی چلاؤ۔" خود کو سنبھالتی وہ تحکمانہ انداز میں بولی۔

"پہلے تو یہ کہ میں تمہارا شوفر نہیں ہوں۔ اپنی مرضی سے گاڑی روکی ہے اور اپنی ہی مرضی سے چلاؤں گا اور دوسرا یہ کہ تمہارے سینٹر کی لڑکیوں نے کبھی اپنی شکلیں نہیں دیکھیں۔ قسم لے لو جو ایک بھی ڈھنگ کی لڑکی ہو وہاں سب تمہارے جیسی نمونے ہیں۔ جنہیں کہیں داخلہ نہیں ملتا وہ تمہارے سینٹر آجاتی ہیں، ہونہہ۔" بنا رکے وہ اچھا خاصا بول چکا تھا۔

☼ ☼ ☼

"ولید! اپنی عزت کا نہیں تو کم از کم میری عزت کا ہی خیال کر لیا کرو۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی آج بھی وہ شروع ہو گئی اور ولید جو پچھلے پندرہ منٹ سے تپتے سورج کے سائے میں کھڑا اس مہارانی کا انتظار کر رہا تھا اسی کا الزام سن کر ہکا بکا رہ گیا۔

کیا مطلب۔۔۔؟" سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے وہ اتنا ہی بول سکا۔

"کیا مطلب۔۔۔ یہ جو تم کم وقت میں زیادہ لڑکیاں دیکھنے کے چکر میں دیدے پھاڑ لیتے ہو نا۔ تم انتہائی مضحکہ خیز لگتے ہو۔"

"بکواس بند کرو اچھا! ایک تو بھری دوپہر میں دو گھنٹوں سے کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور دوسرے تم جیسی پدی کو اتنی لڑکیوں کے جھرمٹ میں تلاش کرنے کی کوفت سے گزر رہا ہوں۔ اوپر سے تم باتیں کرتی ہو۔" انتظار کے دورانیے اور انشراح کے قد سے متعلق مبالغہ آرائی سے کام لیتا وہ بولا۔

"اچھا۔۔۔ یہ تم گاگلز تو لگا لیا کرو۔" انشراح کو تھوڑا ترس بھی آیا اس لیے وہ قدرے نرم لہجے میں بولی۔

کیونکہ آج اس کا پریکٹیکل تھا۔ لٰہذا رش بہت تھا۔

"اچھا سوری۔۔۔" وہ پھر بولی۔

"انشراح مجھے کبھی کبھی تم پر بڑا افسوس ہوتا ہے۔ تم کسی کے خلوص کو بھی نہیں سمجھتیں۔" وہ دھیمے لہجے میں بولتا اسے حیران کر رہا تھا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی اتنے مدھم لہجے میں اسے ملامت نہیں کیا۔ انشراح کو شدّت سے احساس ہوا۔

"او کے اگین سوری! اب کے خلوص کو سمجھوں گی۔۔۔ چلو کیا یاد کرو گے تم آج انشراح بی بی تمہیں آئس کریم کھلاتی ہیں۔" اپنی پاکٹ منی سے حاتم طائی کی قبر پر لات مارتے انداز میں وہ بولی۔ مگر ولید ابھی بھی خاموش تھا۔

"جلدی سوچ لو کیونکہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔" انشراح کو واقعی اپنی زیادتی کا احساس ہو رہا تھا۔ ولید نے خاموشی سے گاڑی ایک آئس کریم پارلر کے باہر روک دی۔ انشراح حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی کیونکہ پہلی دفعہ ولید اتنی خاموشی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ لگتا ہے اس کے دماغ کو گرمی چڑھ گئی ہے وہ یہی سوچ رہی تھی کہ ولید بول اٹھا۔

"اب نکلو بھی یا ارادہ بدل گیا ہے۔" خوشگوار لہجہ بتا رہا تھا کہ اس کی معذرت قبول کر لی گئی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے باہر نکل آئی۔

آئس کریم کھانے کے دوران ہی ولید نے اسے بتایا کہ تائی ماں کا بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ اسی لیے وہ پریشان تھا یونیورسٹی سے بھی جلدی آگیا تھا۔ انشراح سنتے ہی بے چین ہو اٹھی، پھر اس سے آئس کریم کھائی ہی نہیں جا سکی۔ وہ جلد از جلد گھر پہنچ جانا چاہتی تھی۔ ان کے تعلقات کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ ایک نے دوسرے کو خوش کرنے کی خاطر اپنی جیب کی قربانی دی تھی۔ جو دونوں کے لیے حیران کن تھی مگر اس حیرت کو دونوں ہی چھپا گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

ہلکے ہلکے بادلوں نے سورج بادشاہ کی سفاکی پر چلمن

Digestlibrary.com

ڈال کر موسم کافی خوشگوار کردیا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جسم سے ٹکرائی اور اپنی خوشگواریت کا احساس دِلا گئی۔ لگتا تھا بارش ہوگی ولید گاڑی سے ٹیک لگائے موسم کے حسن کو محسوس کرنے پر مجبور تھا۔ انشراح کی منتوں سے بالعموم دھمکیوں سے بالخصوص ڈر کر وہ یہاں آتو گیا تھا مگر ایک گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد ولید کا دل چاہ رہا تھا کہ بینک کی پُرشکوہ عمارت جو عین اس کے سامنے ہے اور جس کے اندر انشراح اپنی دوست کے ساتھ داستان کھولے بیٹھی ہے 'پاؤں کے نیچے کسی ادھ جلے سگریٹ کی طرح مسل دے۔ مگر موسم کی خوشگواریت اور رومان پرور ہوا خوامخواہ اس کے حواسوں پر سوار ہو کر اسے باز رکھنے کی کامیاب کوشش کررہے تھے۔ بینک کا دروازہ کھلنے اور وہاں سے انشراح کا "بوتھا" نظر آنے پر شکر ادا کیا اور گاڑی میں بیٹھنے لگا مگر بیٹھ نہیں سکا۔ کیونکہ انشراح کے عین عقب سے نمودار ہونے والے صبیح چہرے میں نظر ایسی اٹکی کہ دروازے سے نکلنے والی تیسری ہستی کی طرف پلٹ ہی نہ سکی۔ وہ اپنے اڑتے بالوں کو سنبھالتی اس تیسری لڑکی سے باتوں میں مشغول تھی۔ انشراح بھی وہیں کھڑی تھی ان کے ساتھ لمبی شرٹ اور کھلے ٹراؤزر کے ساتھ وہ کافی دراز قد لگ رہی تھی۔ سیاہ گلاسز اس کی آنکھوں پر کیا آئے چہرے کی رنگت دمکنے لگی۔

ولید ایک پل کے لیے بھی نظر نہ ہٹا سکا۔ وہ لڑکی انشراح اور اس دوسری لڑکی سے گلے ملی اور پارکنگ ایریا میں ذرا ہٹ کر کھڑی گاڑی کی طرف بڑھی۔ ولید کی نگاہیں اس کے ساتھ ساتھ محوِ سفر تھیں۔ اس کے باوردی ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہ تمکنت سے بیٹھتے ہی گاڑی کے سیاہ شیشوں کے پیچھے غائب ہوگئی۔ اور ولید کو لگا کہ منظر جو اسے دیکھتے ہی ساکت ہوگیا تھا یک دم حرکت میں آگیا ہے۔

جب عالم ہوش میں آیا تو احساس ہوا کہ انشراح اسے تیکھے چتونوں سے گھور رہی ہے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کی محویت کو نوٹ کرچکی تھی۔

"لڑکی مل گئی انشراح! یہی تو ہے وہ جس کی تلاش میں ہم دونوں بھٹک رہے تھے۔" وہ یوں خوش ہو رہا تھا گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہے۔

"واقعی؟ تمہیں پسند آگئی لڑکی؟ شکر ہے۔" انشراح اس سے بھی زیادہ خوش تھی۔ انشراح نے اسے بتایا کہ یہاں جاب کرتی ہے اور اس کا نام وفا

"ہاؤ سویٹ نیم۔۔۔ ہے نا!" ولید تو سمجھو چاروں شانے چت ہو چکا تھا۔

"جی ویری سویٹ مگر ذرا ٹھنڈا کر کے کھانا ڈیئر کزن! امیر و کبیر فیملی سے ہے۔" انشراح نے اسے ڈرایا۔

"ہم کم ہیں کسی سے؟ تم بات کرو مجھے یقین ہے بات بن جائے گی۔" اس کا یقین سے پُرلہجہ انشراح کو کھٹکا گیا۔

انشراح نے اپنی دوست سے وفا کے بارے میں معلومات لینے کے لیے بات کی تو اس نے بتایا کہ چونکہ وہ یہاں انٹرنی ہے اور اسے محض دو ماہ ہی ہوئے ہیں' لہٰذا وفا کے بارے میں زیادہ کچھ تو نہیں بتا سکتی ہاسوائے اس کے کہ وہ بہت امیر ہے اور یہ تو اسے دیکھتے ہی اندازہ ہوجاتا ہے۔ لیکن اس مقصد کے لیے جو معلومات درکار تھیں اس کے لیے انشراح کی وفا سے بالمشافہ ملاقات ازحد ضروری تھی۔ لہٰذا جب دوسری بار انشراح اس بینک میں آئی تو اسے منتوں اور دھمکیوں کا سہارا نہیں لینا پڑا بلکہ شوفر اسے سر آنکھوں پر بٹھا کر لایا تھا۔

"ہونہہ مطلبی۔" دل ہی دل میں انشراح نے اسے کوسا اور بینک میں داخل ہوگئی۔

ولید ساری زندگی بھی باہر کھڑا انتظار کرسکتا تھا۔ کسی اچھے جواب کی امید پہ۔ آج گھٹن اور حبس زدہ موسم بھی اسے رومانٹک لگ رہا تھا۔ سورج کی تپش پہ بھی اسے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے محسوس ہورہے تھے۔ گرد اور دھواں آلود آسمان پر جابجا دھنک بکھری نظر آرہی تھی۔ واقعی دل کا موسم کتنا میٹر کرتا ہے۔ آج پہلی بار اسے احساس ہوا کہ شاعری کتنا

Digestlibrary.com

سچ بولتی ہے نا!

انشراح باہر نکلی تو وہ بے چینی سے اس کی طرف لپکا۔ وہ مدبرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی بے چینی کو نظرانداز کرتی گاڑی کے قریب آ گئی۔

"کیا کہتی ہے وہ...؟" وہ بے صبرا ہو رہا تھا۔ مگر دوسری طرف سکون ہی سکون۔

"ولید... گرمی کتنی ہے نا آج؟" بے نیازی سے کہتی گاڑی میں بیٹھی۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں اور تم کیا کہہ رہی ہو۔" وہ اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"تم مجھے جانتے نہیں کیا؟ ایسے تھوڑی بتادوں گی پہلے کھانا تو کھلاؤ کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں۔" اس کے صبر کا امتحان لیتے ہوئے بولی۔

"جانتا ہوں بہت اچھی طرح تمہیں کہ تم کتنی کمینی اور کتنی کائیاں ہو۔ موقع سے فائدہ اٹھانا تم سے بہتر کسی کو آتا ہی نہیں... مگر کیا ہے نا ایکسائٹمنٹ میں بھول گیا تھا تمہاری مندرجہ بالا خصوصیات۔" دانت پیستے ہوئے کہتا وہ حسب توقع فائیو اسٹار ہوٹل کے طرف گاڑی موڑ چکا تھا۔

خوب ڈٹ کر کھانا کھانے کے بعد انشراح نے بتایا... کہ انگیجڈ نہیں ہے، دو بہنیں ہیں اس سمیت دوسری شادی شدہ ہے اور شارجہ میں ہوتی ہے یہ فی الحال اکلوتی ہے گھر میں، باپ بزنس مین ہے۔ ماں پروفیسر رہ چکی ہیں۔ یہ شوقیہ جاب کرتی ہے۔ تمام تفصیلات اسے بتانے کے بعد اب وہ پانی پی رہی تھی۔

"اوکے..." تفصیلات تسلی بخش تھیں، پُرسکون اوکے ولید کے لبوں سے ادا ہوا۔

"اور کیا کہا؟" اس نے پھر انشراح سے پوچھا۔

"اور اس نے کہا کہ وہ بہت چوزی ہے عام سے عام چیز سے لے کر خاص الخاص چیز تک۔" ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ اطمینان سے بولی۔

"تم نے کیا کہا پھر...؟" ولید ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"میں نے کیا کہنا تھا۔ میں نے بھی کہا فکر نہ کرو ہمارا لڑکا بھی بہت بڑا چوزا ہے۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں سے جھانکتی شرارت کو بھانپ کر ولید اپنا قہقہہ روک نہ سکا۔

☆ ☆ ☆

وفا کا خیال تھا کہ جب تک ان دونوں کی انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہو جاتی، رشتوں وشتوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے، وہ ایک روشن خیال خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور اس کے خیال کا روشن پہلو یہی تھا کہ لڑکی لڑکا اچھی طرح ایک دوسرے کی چھان بین کے بعد میاں بیوی کے رشتے میں بندھیں۔ اسی لیے اس نے انشراح کے ہاتھ اپنا فون نمبر بھیجا تھا تاکہ ولید اس کے ساتھ رابطے میں رہے اور دونوں کی "انڈر اسٹینڈنگ" ہو سکے اور ولید حیران تھا کہ پھنسانے کی تو نوبت ہی نہیں آئی۔ لڑکی تو پہلے ہی پھنسی پڑی ہے۔ لہٰذا اس کی ہواؤں کے دوش پر وفا سے بات چیت ہونے لگی اور انشراح سب جانتی تھی۔

وہ انشراح کا بہت شکر گزار تھا کہ یہ سب کچھ انشراح کی مدد سے ہی طے پایا تھا اور اسی شکر گزاری کے جذبات کے تحت ان کے تعلقات انتہائی خوش گوار ہو گئے تھے۔ زینب اور زینت خوش بھی تھیں اور حیران بھی کہ مشرق، مغرب ایک کیسے ہو گئے۔ مگر وجوہ جو بھی ہوں نتائج فی الحال باعث اطمینان تھے۔ مگر وہ معصوم عورتیں... معصوم عوام کی طرح ان کے مفادات سے لاعلم تھیں اور لاعلمی بھی کبھی کبھار نعمت ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

"انشراح! مجھے لگتا ہے مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔" ولید کی اچانک کہی گئی بات سنتے ہی انشراح کی نظر پارک میں کھیلتے بچوں سے پلٹ کر اس کے چہرے پر ٹک گئی۔

"جب تک اس کی آواز نہ سنوں چین نہیں پڑتا یار!" اس کی حیرت کو نظرانداز کیے وہ موتیے کے ننھے پھول کو انگلیوں میں دبائے بتا رہا تھا۔

Digestlibrary.com

"ہاں انشا! میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اپنا حال دل بتانا چاہتا ہوں اسے۔" وہ بے بسی سے پھول کو تک رہا تھا اور انشراح اسے۔

"ایک کیوزمی۔۔۔! تمہیں محبت اس سے ہوئی ہے مجھ سے نہیں اس لیے مجھے انشراح کہہ کر پکارو۔ انشا نہیں۔ کیونکہ انشا میرا پیار کا نام ہے جو میرے پیارے دادا جی نے بہت پیار سے رکھا ہے۔" آج پہلی بار ولید نے اس نام سے پکارا تھا۔

"تم بہت خوش فہم ہو انشراح بی بی! دادا جی نے تمہاری محبت میں مجبور ہو کر تمہارا نام یہ نہیں رکھا' بلکہ تمہارے نام کی طوالت سے گھبرا کر یہ نام رکھا ہے۔ کیونکہ جتنی دیر میں وہ تمہارا اصل نام بولتے ہیں اتنی دیر میں آدھی بات بھول جاتے ہیں۔ دادا جی کی یادداشت کا تو تمہیں پتا ہے نا۔" آج کافی دنوں بعد اس نے شرارتی انداز میں جواب دیا تھا۔

"تم تو جلتے ہو۔ میری اور دادا جی کی محبت سے۔" وہ بھی ادا سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی اور ولید پھر اسے اپنی بے تابیاں بتانے کی ناکام کوشش کرتا' اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ مسئلہ حل ہو چکا تھا مگر انشراح کے دل کی بے چینی خود انشراح کے لیے بھی حیران کن تھی۔

☆ ☆ ☆

اور اب وفا' ولید سے ملنا چاہ رہی تھی' ولید کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مسکراہٹ اس کے لبوں سے گویا چپک کر رہ گئی تھی۔ اور انشراح اس کی مسکراہٹ دیکھ دیکھ کر بلا ارادہ ہی وفا کا خود سے موازنہ کرنے لگتی۔ آخر کیا تھا اس لڑکی میں' جو ولید اسے دیکھ کر ہی دیوانہ ہو گیا تھا۔ صرف گوری چمڑی ہی تھی نا! لیکن وہ کیوں جل رہی تھی۔۔۔ نہیں وہ جل نہیں رہی تھی' شاید مگر ایک خواہش بہت شدت سے اس کے دل میں ابھری کہ کاش! کوئی اسے بھی یوں چاہے' یوں سوچے اور یوں ہی ملنے کو بے تاب رہے۔

"انشراح! کل چار بجے تک تیار رہنا۔۔۔ اوکے۔" ولید کی پرجوش آواز نے اسے سوچوں کے بھنور سے نکالا۔

"کیوں بھئی۔۔۔ میں کیوں تیار رہوں؟"

"تم بھی جا رہی ہو نا میرے ساتھ۔ کل میں وفا کو پرپوز کرنے والا ہوں۔" وہ اس کا مطالبہ سن کر حیران ہوئی۔

"پرپوز تم نے کرنا ہے اور وہ بھی وفا کو۔۔۔ مجھے بڑی کیوں بنانا چاہ رہے ہو؟"

"تمہیں تو پتا ہے میں کتنا شرمیلا اور کم گو ہوں اور مجھے پرپوز کرنے کا کوئی تجربہ بھی نہیں۔" معصومیت کی انتہا پر پہنچ کر کہتا ولید اس کے کمرے میں رکھے سائیڈ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں جی! آپ جتنے شرمیلے اور کم گو ہیں مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔" شرمیلے اور کم گو پر زور دیتے ہوئے انشراح بولی۔

"اور لڑکیاں پرپوز کرنے میں تو میرے جیسا تجربہ کار کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔ ہے نا؟" طنز کے تیر چلا کر انشراح میگزین اٹھا کر اس میں گم ہو چکی تھی۔

"تجربہ نہیں مشاہدہ تو ہے نا! تمہارے دیکھے گئے ڈرامے کب کام آئیں گے۔ بس تم جا رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔ آخر کو بات سنبھالنے کے لیے دوسرا بندہ بہت ضروری ہے۔" اسے اطلاع دیتا وہ نکل گیا۔ اب انشراح کو جانا ہی تھا اگر وہ انکار کرتی تو وہ پھر بھی اسے لے جاتا۔

مقررہ وقت سے پندرہ منٹ قبل ہی وہ نک سک سے تیار انشراح کے روبرو تھا۔ بلیک ٹو پیس میں لہکتے مہکتے ولید کو دیکھ کر انشراح کی نگاہ پلٹنا ہی بھول گئی۔ آج سے پہلے اس نے ولید کو اتنا سجا سنورا نہیں دیکھا تھا یا یوں کہیے کہ آج سے پہلے اس نے اگر دیکھا بھی تھا تو غور نہیں کیا تھا۔ مگر آج تو اس کی وجاہت چھلکی پڑ رہی تھی۔ انشراح کے دل نے ایک دم بے ایمانی کی۔

"ماشاء اللہ بھی کہہ دو اب۔۔۔ یا نظر لگا دو گی گھور گھور کر۔" وہ شاید اس کی نگاہ سے ٹپکتی توصیف دیکھ چکا تھا۔ تبھی اسے چونکا گیا۔ وہ اچانک سنبھلی تھی۔

"بے فکر رہو۔۔۔ تمہیں میری نظر نہیں لگتی۔ وہ کیا

digestlibrary.com

ہے کہ میری نظر کا اسٹینڈرڈ ابھی اتنا نہیں گرا کہ تمہیں جا کے لگے۔" وہ بھی دوبدو بولی۔

"میں تو تمہاری تیاریاں دیکھ کر حیران ہوں۔" اس نے اپنے یک ٹک دیکھتے رہنے کی وجہ بیان کی۔

"کیوں کیا ہوا؟" اس نے فوراً انشراح کے کمرے میں لگے آئینے کے سامنے اپنے سراپے کا تنقیدی جائزہ لیا۔

"لگ رہا ہے محترم! اپنے ولیمہ کی تقریب اٹینڈ کرنے جا رہے ہیں۔" وہ یک دم مسکرا اٹھا۔

"ولیمہ نہیں پر ولیمہ کی تمہید باندھنے تو جا رہا ہوں نا اور تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔" بات کرتے کرتے انشراح کے سراپے پر نظر گئی تو پوچھ بیٹھا۔

"ولید میرا خیال ہے مجھے نہیں جانا چاہیے۔" سینکڑوں مرتبہ کہی ہوئی بات اس نے پھر دہرائی۔

"تم اپنے خیال اپنے پاس رکھو اور پانچ منٹ میں نیچے پہنچو۔ انتظار کر رہا ہوں اوکے۔" اس کی سنے بغیر وہ کمرے سے نکل چکا تھا۔ انشراح بے دلی سے کپڑے چینج کرنے لگی۔

"انشراح آ بھی چکو اب۔" ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ نیچے سے آوازیں دینا شروع کر چکا تھا۔ مگر اس بے تابی نے ماما کو چونکا دیا تھا۔ وہ کب سے اس کی تیاریاں نوٹ کر رہی تھیں اور اب بے قراریاں زیر غور تھیں۔ انشراح نے بھی نیا نکور سوٹ زیب تن کیا تھا۔ نامحسوس کیے جانے والا میک اپ بھی کر رکھا تھا۔ البتہ آنکھوں کا کاجل بہت نمایاں تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر آئی تو زینت نے کن اکھیوں سے دونوں کو سجا سنورا ساتھ ساتھ کھڑے دیکھا تو زیر لب ماشاء اللہ کہہ کر نظر ہٹالی۔

"کہاں جا رہے ہو تم دونوں؟" اور وہ دونوں جو اللہ حافظ کہنے کے بعد نکلنے والے تھے' ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔ کیونکہ ساری پلاننگ کے دوران یہ تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اپنے اس خفیہ مشن کے دوران ہونے والے سوالات کے کیا جوابات دینے ہیں۔ انشراح کے بوکھلانے پر ولید نے اسے کہنی ماری۔

"ماما! میرے دوست کی شادی ہے۔ آپ کو بتایا نہیں تھا؟" بھولپن سے کہتا' ولید' زینت کو حیران کر گیا۔

"نہیں' مجھے تو نہیں بتایا.... کون سے دوست کی شادی ہے؟"

"آپ کو نہیں پتا اس دوست کا۔ واپسی پر بتاؤں گا' ابھی ہم لیٹ ہو رہے ہیں.... چلو انشراح!" وہ جلدی جلدی کا شور مچاتا نکل جانا چاہتا تھا۔ زینت کی آواز نے پھر اسے روک لیا۔

"تمہارے دوست کی شادی ہے' پھر انشراح کیوں جا رہی ہے؟" کیونکہ ان کی فیملی میں دوستوں کو گھر اور بالخصوص گھر کی عورتوں سے متعارف کروانے کا کوئی رواج نہیں تھا خاص دوستوں کے۔

"اِکچوئیلی.... میرے دوست کی شادی انشراح کی سہیلی سے طے پائی ہے۔ اسی لیے ہم دونوں شرکت کر کے ان کے لیے باعثِ مسرت بننے جا رہے ہیں چلو انشراح!"

وہ اس کا ہاتھ پکڑتا نکلتا چلا گیا اور زینت پیچھے کھڑی حیران و پریشان اس کے جملوں میں الجھی اس کے دوستوں کی زبانی فہرست تیار کرنے لگیں۔

"دیکھو! میں اچھا لگ رہا ہوں نا؟" انشراح نے بھرپور گھوری ڈالی۔ وہ پوچھتے پوچھتے گھبراتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب ہے اوور تو نہیں لگ رہا۔"

"یہ بات تم تیرہ دفعہ پوچھ چکے ہو۔ چودھویں دفعہ پوچھ رہے ہو اور اگر پندرہویں دفعہ پوچھنے کی جرأت کی تو سر توڑ دوں گی تمہارا.... بار بار ایک ہی بات.... کہہ تو رہی ہوں اچھے بھلے لگ رہے ہو۔ پتا نہیں کیا سننا چاہتے ہو۔" وہ چیخ ہی تو اٹھی۔ جب سے وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اسے یہ ہی فکر لگی ہوئی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے' کہیں وہ کوئی اعتراض نہ کر دے۔" وہ حساس ہو رہا تھا۔

انشراح چڑ گئی۔ "کرنا تو چاہیے اسے۔" وہ ونڈ اسکرین سے باہر جھانکتے ہوئے بولی۔

Digestlibrary.com

"کیا؟" ولید نے ہونق پن سے پوچھا۔

"اعتراض اور کیا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس کو گہرا رنج ہوا۔

"بھئی دیکھو نا، جو بندہ محض پرپوز کرنے کے لیے اپنی کزن کی مدد حاصل کرتا ہے۔۔۔ گھونگھٹ اٹھانے کے لیے تو اسے آٹھ، دس بندوں کا تعاون درکار ہوگا۔ سو اعتراض تو بنتا ہے۔" اس کی تفصیل سن کر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ گھونگھٹ اٹھانے کا تصور ہی بڑا خوش کن تھا۔

"نہیں پاگل! تمہیں ساتھ لے جانے کا مقصد اسے یہ باور کرانا ہے کہ میں چھچھورا آدمی نہیں ہوں، جو محض انجوائے منٹ کے لیے اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہے۔ بلکہ میں اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے ازحد سنجیدہ ہوں اور تمہاری موجودگی سے اسے یقین ہوگا کہ صرف میں ہی نہیں، میری فیملی کے اور لوگ بھی اس فیصلے میں میرے ساتھ ہیں، سمجھی۔ ویسے تو ہر روز ہزاروں لڑکیاں لڑکے ایک دوسرے سے یوں اکیلے میں ملتے ہیں، شادی کے وعدے کرتے ہیں اور اگلے دن ایک دوسرے کا نام بھی بھول جاتے ہیں۔ لیکن میں ایسا نہیں ہوں۔" وہ انتہائی سنجیدگی سے اسے ساتھ لینے کی وجہ بتا رہا تھا۔

"اچھا! اگر اس پر تمہاری شرافت کی دھاک بٹھانا اتنا ہی ضروری تھا تو مجھے پہلے بتاتے۔۔۔ میں گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ ساتھ محلے کے چیدہ چیدہ لوگوں کو بھی ساتھ لے لیتی، تاکہ اسے ٹھیک پتا چل جاتا کہ ہمارا لڑکا کتنا سنجیدہ ہے۔" اور وہ اس کے طنز پر دل کھول کر ہنسا۔

"اسے فون کرو کہاں ہے وہ۔" تقریباً" دس منٹ انہیں انتظار کرتے ہوگئے تھے، مگر وہ ابھی نہیں آئی تھی۔ ولید نے انشراح کے کہنے پر اسے فون کیا۔ پتا چلا کہ وہ ریسٹورنٹ کے باہر کھڑی ہے۔

اور جب وفا دروازہ دھکیل کر داخل ہوئی تو ان دونوں کی نظریں اس پر اٹھیں۔۔۔ اور پہلی نظر کے بعد دونوں کا ردِعمل مختلف تھا۔ ولید تو استقبال کے لیے کھڑا ہوگیا اور انشراح کا دل چاہا، وہ زمین کھودے اور اس میں سما جائے۔ اسے وفا کا حلیہ نسوانیت کی توہین لگا۔

بلیک اسکن ٹائٹ سلیولیس شرٹ، گہرا گریبان اور جینز۔۔۔ اسے ولید پر ترس آیا، کیونکہ اگر وہ اس حلیے والی لڑکی سے شادی کرنے کے لیے خودکشی کی دھمکی دے گا تو دادا جی بسروچشم قبول کرلیں گے۔

"ولید بیٹے۔۔۔! تم تو گئے۔" ولید کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے دل ہی دل میں اس پر رحم کھاتے ہوئے کہا۔

وفا بھی مسکراتی نظروں اور شاداب چہرے سے ولید کی استقبالی مسکراہٹ کا جواب دیتی، ٹیبل کی طرف بڑھتی آرہی تھی۔ لیکن جوں ہی اس کی نظروں کا زاویہ تبدیل ہوکر انشراح پر ٹکا، اس کے چہرے کے تاثرات بھی بدل گئے۔ ناگواری، صدمہ اور حیرت اس کے چہرے سے ایک ساتھ ہی ظاہر ہو رہے تھے، جو ولید تو شاید جوشِ ملاقات میں نہ دیکھ پایا، مگر انشراح کی زیرک نگاہی سے نہ چھپ سکے۔

"ہائے۔۔۔" انشراح نہ ہی ولید کو شرمندہ کرنا چاہتی تھی اور نہ خود ہونا چاہتی تھی۔ لہٰذا خود ہی ابتدا کرتے ہوئے اس نے وفا کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کرسی چھوڑ دی۔ پتا نہیں کس دل سے وفا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں، باتیں کریں، میں وہاں سامنے بیٹھی ہوں، اوکے۔" اس نے انتہائی عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوری فیصلہ کیا اور ولید کی "سنو، سنو" سنے بغیر کارنر ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔

وہاں سے انہیں براہ راست دیکھ سکتی تھی۔ وفا کے گورے گورے بازوؤں کے لشکارے صرف اس کی نہیں، وہاں موجود تمام لوگوں کی توجہ کھینچ رہے تھے۔ انشراح کی حیران نظر سفر کرتی اس کی ٹانگوں پر گئی، جہاں اور بھی قیامت برپا تھی۔ ٹائٹ جینز کو نیچے سے موڑ کر پنڈلیوں کی بھی نمائش کی گئی تھی۔ انشراح کو لگا گویا ابھی چاول کی پنیری لگا کر سیدھی ادھر ہی آگئی ہے۔ اچانک اس کی نظر دائیں طرف ایک ٹیبل چھوڑ کر اگلے ٹیبل

Digestlibrary.com

پر پڑی جہاں ایک نوجوان بڑی فرصت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی دیر سے اس کی محویت نوٹ کر رہا تھا۔ انشراح کو خفت نے گھیر لیا۔ اس نے اپنے آپ کو مصروف اور اس جوڑے سے لاتعلق ظاہر کرنے کے لیے ویٹر کو بلایا اور جوس آرڈر کردیا۔ جوس آگیا اور وہ گھونٹ گھونٹ اپنے اندر اتارنے لگی۔ اس نوجوان کو وہ مکمل طور پر نظر انداز کر رہی تھی۔ اس کی سوچ کا پنچھی پھر بھٹکتا ہوا اسی ٹیبل پر جا پہنچا' جہاں وہ فتنہ اس کے گھر کے چشم و چراغ کے ساتھ بیٹھا اپنی شعائیں بکھیر رہا تھا۔ ولید باتوں میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے بالکل فراموش کرچکا تھا۔ انشراح کو بہت غصہ آیا۔

"ذرا باہر نکل کے اس ریسٹورنٹ سے.... اس کی تو خبر لوں گی اچھی طرح۔"

اگر یہ اسی طرح ہمارے گھر میں گھومے پھرے گی تو کیا ردِعمل ہوگا' تائی اماں کا.... جو ٹی وی پر سلیولیس کپڑوں میں ملبوس لڑکیاں دیکھ کر کلیجے پیٹنے اور توبہ توبہ کرنے لگتی تھیں۔ اگر یہ پرفارمنس لائیو ملاحظہ کریں گی تو شاید پردہ کرنے لگیں۔ اس نے چشمِ تصور میں سارا منظر دیکھا اور ادھورے کپڑے پہنے وفا کے پہلو سے باپردہ تائی ماں کو گزرتے دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کی مسکراہٹ کو کوئی اور بھی انجوائے کر رہا ہے۔ اسی سوچ کے تعاقب میں اس نے دائیں طرف والی ٹیبل پر دیکھا' جہاں بیٹھا نوجوان اسے جوابی مسکراہٹ بھیج رہا تھا۔ انشراح نے فوراً" اپنے تاثرات پر قابو پالیا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا' کیونکہ وہ نوجوان مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کی ٹیبل کی طرف آرہا تھا۔ انشراح نے ایک نظر ولید کی طرف دیکھا' جو پورا کا پورا "دامِ وفا" میں قید تھا۔ اپنی تیوری کا اثر زائل ہوتے دیکھ کر اس نے تیوری ہٹالی اور اعتماد سے آنے والے لمحات کا سامنا کرنے کو تیار ہوگئی۔

"ہائے.... آپ کی تنہائی دیکھی نہیں گئی مجھ سے۔ سوچا آپ کو کمپنی دے دوں۔" وہ انتہائی بے تکلفی سے اس کے عین سامنے بیٹھا اسے اپنی کمپنی آفر کر رہا تھا۔

"جی بہت شکریہ۔" اس نے تھوک نگلتے ہوئے بڑے سبھاؤ سے آفر قبولنے سے معذرت کرلی۔ اسے زندگی میں پہلی بار ایسی سچویشن کا سامنا تھا۔ ریسٹورنٹ' تنہائی اور ایک عدد اجنبی۔

"وہ نہیں آیا؟" اس نے قریب ہو کر رازداری سے انشراح سے پوچھا۔

"جی.... کون؟" انشراح حیرت سے اسے اور اس کی آنکھوں میں اترنے والے تاثرات کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مجھے سب پتا ہے' مجھ سے مت چھپائیں۔ عرصہ ہوگیا ہے عنفوانِ شباب میں داخل ہوئے۔"

"پتا نہیں کیا اول فول بول رہا ہے۔" انشراح کو اسی کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔

"کیا مطلب؟ کس کی بات کر رہے ہیں' میں واقعی نہیں سمجھی۔"

"اسی کی میڈم! جس نے آنے کا وعدہ کیا اور نہ آیا۔ جس کے انتظار نے آپ کو تنہائی کے عذابوں سے دوچار کر رکھا ہے۔ اسی کی جناب عالیہ! جس کی بے وفائی نے آپ کو ہنستے بستے اور خوش باش جوڑوں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھنے پر مجبور کردیا ہے۔" اس نے محمد علی کے اسٹائل میں ڈائیلاگ بولتے وفا اور ولید کی طرف دیکھا۔ انشراح کو اس کی غلط فہمی پر ہنسی آگئی۔

"ارے نہیں تو.... آپ غلط سمجھے۔" وہ کہنا چاہتی تھی' مگر اس نے بات کاٹ دی۔

"میں تو کہتا ہوں بھول جائیں اسے.... مجھے دیکھیں' میں تو زیادہ سے زیادہ دس منٹ انتظار کرتا ہوں' نہیں آتی تو بھول جاتا ہوں ہمیشہ۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"اب بھی میں جانے والا تھا۔ مگر نہیں گیا' کیونکہ مجھے آپ نظر آگئیں۔ آئیں ایک دوسرے کا درد بانٹ لیں۔" اس نے بولتے بولتے ہاتھ انشراح کی طرف

بڑھا دیا۔ انشراح کی تیوریاں اب بغیر کسی کوشش کے چڑھ گئی تھیں۔ وہ فوراً اپنی کرسی سے کھڑی ہوگئی۔

"یہ لو۔۔۔" اس نے جوس کا آدھا گلاس اٹھایا اور اس کے چہرے پر انڈیل دیا۔

"ہوا کچھ درد کم۔۔۔ یا اور چاہیے؟" اس نوجوان کے تو سان و گمان میں بھی ایسا ردِعمل نہیں تھا۔ وہ بھڑک اٹھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟" باآواز بلند وہ بھی کھڑا ہو کر اس پر رعب ڈالنے لگا۔ اردگرد موجود لوگ متوجہ ہوچکے تھے۔

"کیوں جرأت کیا صرف تمہارے پاس ہے؟ لفنگے کہیں کے۔ ہر چیز کو اپنی ملکیت سمجھ کر شروع ہو جاتے ہیں، تم جیسے ٹٹ پونجیے، جانتے نہیں ہو مجھے تم ابھی۔۔۔ ٹانگیں توڑ کر تمہارے گریبان میں لٹکا دوں گی۔" ولید بھی ہنگامہ سن کر اسی طرف آرہا تھا۔

"یو بلڈی وومن۔۔۔ تم مجھے نہیں جانتی ہو۔" وہ لپک لپک کر انشراح کی طرف آرہا تھا کہ ولید پہنچ گیا۔ اسے سچویشن سمجھنے میں دیر نہ لگی۔

"ہاں کیا ہو تم۔۔۔ بتاؤ مجھے۔۔۔ کیا ہو تم؟" ولید نے آتے ہی اسے گریبان سے پکڑ لیا اور جھاڑ جھاڑ کر پوچھنے لگا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے۔" اس لڑکے نے جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑایا اور بولا۔

"تم اپنی محبوبہ سے نپٹو اور مجھے میری سے نپٹنے دو۔" ابھی وہ بات مکمل بھی نہیں کرپایا تھا کہ ولید نے ایک زوردار گھونسا اس کے پر مارا۔ اور پھر لگاتار مارنے لگا۔ لوگوں نے کھینچ کھانچ کر ولید کو ہٹایا۔ جیسے ہی وہ ولید کے چنگل سے آزاد ہوا، بھاگ نکلنے کی کرنے لگا۔ نکلتے نکلتے بھی "دیکھ لوں گا تمہیں" کہنا نہ بھولا۔ ولید نے لوگوں کو نظر انداز کرکے انشراح کا ہاتھ پکڑا اور ریسٹورنٹ سے باہر نکل آیا۔ اس لمحے وہ وفا کو بالکل بھول چکا تھا۔

ولید کا گاڑی ڈرائیو کرتے دھیان بار بار انشراح کی طرف جارہا تھا، جو اپنے اسٹائل میں (بقول ولید کے بھاں بھاں کرکے) رو رہی تھی۔

"اچھا اب چپ بھی کرجاؤ۔" ولید اکتا کر بولا۔

"سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ میں تمہیں کتنا منع کررہی تھی۔ پر تم نے میری ایک نہیں سنی۔ بڑا شوق ہورہا تھا تمہیں اپنی "راکھی ساونت" سے ملنے کا اور مجھے ملوانے کا۔" وہ اس سانحے کا الزام اسے دے رہی تھی۔ کیونکہ وہی اسے زبردستی لایا تھا۔ اسے اس الزام پر اعتراض نہ تھا۔ ہاں وفا کو راکھی ساونت کہنے پر اعتراض تھا۔ (وہ اتنی کالی تو نہیں تھی۔)

"تم کیوں گئی تھیں اٹھ کر۔۔۔ میں نے تو تمہیں نہیں کہا تھا۔ دوسرے ٹیبل پر جانے کو۔" وہ بھی بھنبھناتے ہوئے بولا۔ وہ ایک دم اس کی طرف پلٹی۔

"زیادہ معصوم نہ بنو۔ تم نے نہیں کہا تھا پر تمہاری ہونے والی کے چہرے کا رواں رواں یہ ہی کہہ رہا تھا۔ بڑا شوق تھا نا تمہیں اپنی شرافت کے جوہر اسے دکھانے کا۔ پہلے اسے شرافت کا مطلب تو بتادیتے۔" اور وہ محض شرمندہ ہوئے جارہا تھا۔

"اچھا چھوڑو۔ لیکن ایک بات کا پتا چلا ہے مجھے۔" اس نے انشراح کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش میں ادھورا جملہ بولا۔

"کیا؟" ٹشو باکس میں سے ٹشو گھسیٹتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"یہ ہی کہ تم صرف اپنی گلی میں شیرنی نہیں ہوتیں۔" اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ نم آنکھیں، سرخ ناک اور مسکراتے لب۔۔۔ ایک خوب صورت کامبی نیشن نے ولید کو چونکا دیا۔

"ہاں تو تمہارے ساتھ لڑ لڑ کے اتنی پریکٹس تو ہو ہی گئی ہے۔"

"یعنی گھریلو لڑائیوں کے بھی بڑے فائدے ہوتے ہیں۔ چلو تمہیں کولڈ ڈرنک پلاؤں۔" گاڑی روکتے ولید نے اس کا موڈ اچھا کرنے کی ایک اور کوشش کی، کامیاب کوشش۔

☆ ☆ ☆

وفا اس سے ناراض تھی اور ہونا بھی چاہیے تھا۔

Digestlibrary.com

زندگی میں پہلی بار ولید کے اندر کا غیرت مند مرد جاگا تھا۔ مگر بہت غلط موقع پر۔ جب اس کی محبت کی نوخیز کلی چٹک رہی تھی۔ ریسٹورنٹ میں ہونے والے واقعے سے پہلے اسے کبھی غیرت کے نام پر کسی پر ہاتھ اٹھانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اور اس دن سے پہلے اسے کسی لڑکی کے ساتھ ریسٹورنٹ میں اس طرح بیٹھنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا تھا۔ دونوں بالکل مختلف اتفاقات نے ایک ہی دن وقوع پذیر ہو کر اس دن کو خاص بنا دیا تھا۔ اسے وفا کو منانے اور سمجھانے میں کافی ٹائم لگا۔ کیونکہ وہ حق بجانب تھی۔ ایک ایسا لڑکا جس سے ملنے کے لیے آپ خوب تیار شیار ہو کر آئیں، مگر وہ آپ کو اگنور کر کے کسی عام سی لڑکی کے لفڑوں میں الجھتا ہوا بغیر الوداعی کلمات کہے چلا جائے تو آپ کا ردِّ عمل کیا ہوگا؟ لہٰذا بمشکل ایک بار پھر وہ وفا سے ملاقات کا وقت اور جگہ مقرر کر چکا تھا اور اب اس کا رخ انشراح کے کمرے کی طرف تھا۔

"تو کیا تم نے اس دن اسے پرپوز نہیں کیا تھا؟" ولید نے وفا سے دوبارہ ملاقات کے بارے میں انشراح کو بتایا تو وہ پوچھ بیٹھی۔

"ابھی کہاں؟ ابھی تو حال چال ہی پوچھا تھا کہ تم نے کام دکھا دیا۔"

"تم پورے پندرہ منٹ دانت نکال نکال کر حال چال ہی پوچھتے رہے تھے؟" اسے وفا کے ساتھ باتوں میں مصروف ولید یاد آیا۔

"اچھا جھگڑا کر کے بدشگونی تو نہ کرو۔ یہ بتاؤ اس کے لیے گفٹ کیا لے کر جاؤں۔" انشراح نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھے ولید کو دیکھا۔

"بات ابھی طے نہیں ہوئی، تمہیں گفٹ دینے کی پڑی ہے۔" وہ بلاوجہ ہی غصے ہو رہی تھی۔

"نہیں یار! وہ ناراض ہو گئی تھی، اب اسے راضی کیا تو کوئی گفٹ ہی لیتا جاؤں گا۔ خوش ہو جائے گی اور کیا۔" انشراح ذرا نرم پڑ گئی۔

"ہاں بھئی اسے ایسا گفٹ دو، جو اس کے کام آئے۔ ایسا کرو اسے ایک چادر دے دو۔۔۔ تاکہ کم از کم جب وہ دادا جی سے ملنے آئے تو اپنے مسلز چھپا لے، ورنہ تمہیں تو پتا ہے "گوجرانوالیے" ہونے کی نسبت سے دادا جی کو دنگلوں سے کتنا روحانی لگاؤ ہے۔ یہ نہ ہو اس کے بیجز سے اتنے متاثر ہوں کہ گوجرانوالہ کے کسی دنگل میں چھوڑ آئیں۔" وہ طنز سے کہتی اسے مشورہ دے رہی تھی۔ ولید بس مسکرا سکا۔ وفا کا حلیہ اس کے لیے بھی قابلِ اعتراض تھا۔ لیکن اسے یقین تھا جب وہ اس کے ساتھ خوب صورت بندھن میں بندھ جائے گی تو وہ اسے سمجھا لے گا، اپنے رنگ میں رنگ لے گا۔

"میرا خیال ہے پھول ہی لے چلوں گا۔۔۔ محبت کی نشانی۔" اس کی بات کے ردِّ عمل میں کچھ کہے بغیر ولید اٹھ گیا۔ انشراح کچھ نہیں بولی تھی۔

"دعا کرنا گرو۔" نکلنے سے پہلے ہاتھ ہلا کر اسے تاکید کرنا نہیں بھولا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔ پھول لے جاتا ہوں۔ میری طرف سے جو مرضی لے جاؤ۔ محبت کی نشانی۔" اس کے جملے کی نقل اتارتی وہ بہت زیادہ جیلس فیل کر رہی تھی اور اس جلن نے تو سارا وقت اسے بے چین کیے رکھا۔ وہ اپنے اس جلاپے پر جتنا کڑھتی کم تھا۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ولید صفی جو اسے نیلے تھوتھے سے بھی زیادہ زہریلا لگا کرتا تھا، جس کے ساتھ زندگی گزارنے کا تصور ہی اسے ہولناک لگا کرتا تھا اور تو اور جس کے لیے شریکِ زندگی کی تلاش میں وہ ماضی قریب میں کافی سرگرم تھی۔ آج جب سب کچھ اس کے پلان کے مطابق ہو رہا تھا اور وہی ولید صفی اسی کی کوششوں سے ایک اور لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے جا رہا تھا تو اس کے دل کو کیا تکلیف تھی؟ مگر دل کوئی توجیہہ بیان کیے بغیر جلنے میں مصروف تھا۔

زینب کب سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی انشراح کو نوٹ کر رہی تھیں، جو اضطراری کیفیت میں ٹیبل کی شفاف سطح پر انگلیاں پھیرتی کافی پریشان لگ رہی تھی۔ زینب کو لگا شاید ولید سے کوئی ناراضی ہو گئی ہے، کیونکہ آج وہ اکیلا گیا تھا۔ ورنہ اکثر انشراح اس کے

Digestlibrary.com

ساتھ جاتی تھی۔

"کیا بات ہے انشراح؟" ان سے مزید دیکھا نہ گیا' سو پوچھ لیا۔

"ماما! دادا جی کب واپس آرہے ہیں؟" اور یہ حقیقت تھی آج دادا جی بہت یاد آرہے تھے۔ ماما نے غور سے اسے دیکھا کہ واقعی وہ دادا جان کے انتظار میں اداس ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے۔ مگر کچھ اخذ نہ کرپائیں۔

"اس ماہ کی انیس کو ان کی واپسی ہے۔" زینب کے بتانے پر وہ دنوں کا جوڑ توڑ کرنے لگی۔ کاش وہ جلدی واپس آجائیں' انشراح کو خود اپنی خواہش پر حیرت ہوئی۔

"اور پتا ہے اس بار تمہاری پھوپھو بھی پاکستان آرہی ہیں۔ ابا جی کے آنے کے ٹھیک ایک ہفتہ بعد۔" زینب اس کی اداسی سے الجھتی اس کو نئی خبر دے رہی تھی۔

"اچھا..... یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ پھوپھو کافی عرصے کے بعد آرہی ہیں نا؟" اس کا موڈ تھوڑا تبدیل ہوا تھا۔

"ہاں..... پانچ سال کے بعد آرہی ہے۔ تب ہی تو ابا جی کا خیال ہے کہ اس کے آتے ہی منگنی کا فنکشن کرلیں گے۔" وہ یک دم چونک گئی۔

"کیا مطلب؟ کس کی منگنی؟" وہ جان بوجھ کر پوچھنے لگی۔

"تمہاری اور ولید کی اور کون ہے ہمارے گھر میں منگنی کے قابل۔" زینب قدرے جھنجلاتے ہوئے بولیں۔

"ماما! ابھی تک آپ اس بات کو لے کر بیٹھی ہوئی ہیں' حالانکہ میں نے آپ کو بہت صاف لفظوں میں بتا دیا تھا۔" وہ پھر سے ناراض نظر آنے لگی۔

"تو کیا تمہارا ابھی بھی وہی فیصلہ ہے۔" وہ حیرانی سے گویا ہوئیں۔

"جی ہاں! آپ کیا سمجھی تھیں' میں آپ کے ساتھ مذاق کررہی ہوں۔"

"ہم تو سمجھ رہے تھے کہ تم اور ولید حقیقت تسلیم کرچکے ہو۔ تم لوگوں میں بڑھتی ہوئی انڈر اسٹینڈنگ سے تو ایسا ہی لگتا تھا۔" زینب کام چھوڑ چھاڑ پوری کی پوری اس کی طرف متوجہ تھیں۔

"ہاں میں مانتی ہوں کہ اس عرصہ میں ہماری انڈر اسٹینڈنگ بڑھی۔ لیکن ضروری تو نہیں کہ جس کے ساتھ انڈر اسٹینڈنگ ہو' اس کے ساتھ شادی بھی ہو اور جہاں تک ولید کی بات ہے تو وہ اپنے لیے لڑکی پسند کرچکا ہے' اور وہ اسی سے ہی شادی کرنے والا ہے۔" غصے میں وہ بات بتا چکی تھی جو نہیں بتانی چاہیے تھی' مگر اس کی اندر کی جلن نے بات کو زیادہ دیر پیٹ میں ٹکنے نہ دیا۔

"کیا بکواس کررہی ہو تم؟" زینب کو ذرہ برابر بھی یقین نہ آیا۔

"ہاں آپ کو تو کبھی میرا یقین آئے گا بھی نہیں۔ جب وہ سب کچھ دادا جی کے سامنے کہے گا' تب تو آپ مانیں گی نا!" غصے میں کہتی وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگ کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ زینب نے اپنا سر پکڑلیا۔ یہ لڑکی کیا کہہ گئی تھی۔

✡ ✡ ✡

"کیا؟" وفا کے حیرت سے کھلے منہ کو ولید نے اس سے بھی زیادہ حیرت سے ملاحظہ کیا۔ گویا اس نے پرپوز نہ کیا ہو' بلکہ امریکہ فتح کرنے کا ارادہ ظاہر کردیا ہو۔

"حیرانی کس بات کی؟ شادی نہیں کرنی کیا؟" ولید نے اس کے تاثرات میں سے حیرت کو کم کرنے کے لیے خوش گوار لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم نے اتنی جلدی مجھ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر بھی لیا؟"

"یہ کیا بات ہے..... میں نے تو پہلی نظر میں تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔" ولید نے سینہ ٹھونک کر اعتراض کیا۔

"یعنی تم میری خوب صورتی سے متاثر ہو کر میرے ساتھ ساری زندگی گزارنے کے لیے تیار ہو؟" وہ پہلے

Digestlibrary.com

سے بھی زیادہ حیران تھی۔ ولید کے چہرے پر ہونق پن جھلکنے لگا۔

"لیکن مسٹر ولید! ہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر تو لائف نہیں گزار سکتے نا! کئی معاملات سے واسطہ پڑتا ہے، جن سے نمٹنا ہوتا ہے انسان کو۔" وہ کسی دانشور کی طرح بولے جا رہی تھی۔

"تو تم میرا پرپوزل ریجیکٹ کر رہی ہو؟" ولید نے ریجیکشن کے درد کو دل سے محسوس کرنے سے پہلے تصدیق کر لینا ضروری سمجھا۔

"نہیں ولید! ریجیکٹ نہیں کر رہی۔ بس یہ چاہ رہی ہوں کہ زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ یوں اچانک نہیں کر لینا چاہیے۔ ابھی یہ ہماری دوسری ملاقات ہے اور ان دو ملاقاتوں میں سے ایک میں رونما ہونے والے واقعات اتنے بھی قابل ذکر نہیں کہ میں ان کی بنا پر تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں۔" ولید نے مایوسی کے عالم میں سر جھکا لیا۔

"دیکھو... ہم کچھ وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزاریں، ایک دوسرے کو سمجھیں تو تب ہی ہم ایک دوسرے کو تمام عادات، خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کر سکتے ہیں۔ اچھا فرض کرو اگر ہم بھاگم بھاگ میں شادی کر لیتے ہیں تو کیا ہم زندگی کا ایک حصہ ایک دوسرے کو بدلنے میں گزار دیں گے؟ کیونکہ نہ مکمل طور پر میں تمہیں پسند آ سکتی ہوں اور نہ تم مجھے۔" وہ بہت صاف صاف لفظوں میں صحیح بات کر رہی تھی۔

"لیکن ہم ایک دوسرے کی خاطر، ایک دوسرے کی محبت میں خود کو بدل بھی تو سکتے ہیں نا!" اس کی آنکھوں میں پھر سے امید کی کرن چمکی۔

"چلو اگر اس توقع پر ہم ایک ہو جاتے ہیں تو کیا، پھر یہ جھگڑا نہ ہو گا کہ کون کس کی محبت میں خود کو بدلے؟ کیا تم میری خاطر خود کو بدل سکتے ہو؟" وہ بنا سوچے سمجھے جوش جذبات میں ہاں کرنے ہی والا تھا کہ اس کے موبائل کی بیپ بج اٹھی۔ گھر کے نمبر سے آتا فون دیکھ کر اس نے ریسیو کر لیا۔

"جی چاچی ماں! بس آدھے گھنٹے تک آتا ہوں۔ پریشان نہ ہوں اوکے۔" فون بند کرتے ہی اس نے وفا کو دیکھا، جو بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کبھی اتنی دیر باہر نہیں رہا نا، اس لیے چاچی ماں پریشان ہو رہی تھیں۔" صفائی دیتے انداز میں وہ وفا سے بولا، وہ طنزاً مسکرائی۔

"وہی تو... تم اپنے گھر والوں کے لیے ابھی بچے ہو... تم ابھی اتنے انڈیپنڈنٹ نہیں ہو کہ اپنی مرضی سے گھر سے باہر وقت گزار سکو۔ کہیں جاتے ہو تو اپنی کزن کو ساتھ لے کر اور میں یہ چاہتی ہوں کہ میرا شوہر صرف میرا ہو۔ اس سے جڑے لوگ بلاوجہ ہماری زندگیوں میں دخل اندازی نہ کریں۔ کیا تم مجھے اس بات کی گارنٹی دے سکتے ہو؟" وہ بالکل چپ ہو گیا۔ کہنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔

"نہیں دے سکتے... جس کی چچی اس کے اوقات کار پر نظر رکھے وہ اپنی بیوی کو محفوظ ماحول کیسے دے سکتا ہے؟" ولید کا دل چاہا ابھی اٹھے اور یہاں سے بھاگ جائے۔

اس پر واضح ہو گیا تھا اگر وفا سے تعلق جوڑا تو بہت سے لوگوں سے توڑنا پڑے گا۔ کچھ بھی کہے بغیر وہ وہاں سے اٹھ گیا۔ گھر پہنچا تو بہت سی سوچیں اس کے گھیرا ڈالے گھوم رہی تھیں۔ وہ ماں اور چچی کی سنے بغیر اپنے کمرے میں آ گیا۔ انشراح نظر نہیں آئی تھی شاید اپنے کمرے میں تھی۔ ابھی فریش ہو کر تھکا تھکا سا وجود بیڈ پر پھیلایا ہی تھا کہ موبائل پر بجنے والی میسج ٹون نے چونکا دیا۔ بے دلی سے اسکرین پہ انشراح کا میسج دیکھا۔

"پرپوز کر ڈالا یا آج بھی حال چال ہی پوچھتے رہے؟" انتہائی طنزیہ انداز میں بھیجے جانے والے میسج نے لبوں پر مسکراہٹ دوڑا دی۔ بے ارادہ ہی دھیان انشراح کی طرف چلا گیا۔ بے دھیانی میں وہ انشراح اور وفا کا موازنہ کرنے لگا۔ انشراح کے ساتھ وقت گزارتے ہوئے اسے عرصہ ہو چلا تھا، وہ اس کی اچھی بری سب عادات سے بخوبی واقف تھا۔ وہ کن باتوں پہ خوش ہوتی ہے، کن باتوں پہ خفا۔ یہ سب بھی

Digestlibrary.com

کسی حد تک جانتا تھا۔ وہ انشراح کو عادات واطوار میں وفا سے زیادہ نمبر دینے پر مجبور ہو گیا۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ چلو فرض کرو اگر وہ وفا کے ساتھ وقت گزارتا ہے' دونوں کی انڈر اسٹینڈنگ ہو جاتی ہے تو......

کیا وفا اس کے خاندان میں ایسے گھل مل جائے گی جیسے کہ انشراح۔ یا پھر وہ اس کی خاطر اپنے خاندان کو چھوڑنے کا انتہائی فیصلہ کرلے گا؟ چند روز پہلے والا واقعہ اس کے دماغ میں گھوم گیا' جب ماما کی طبیعت بہت خراب تھی۔ ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا' چچی مال اور انشراح نے ان کا کتنا خیال رکھا تھا' خاص طور پر انشراح نے دوائیوں کے اوقات کا خیال' پرہیز کا خیال اور نہ جانے کیا کیا۔ کیا وفا اس طرح اس کی ماں کا خیال رکھ سکے گی؟ اس کا دماغ اس طرح کی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا' جھٹکنے کے باوجود سوچیں پیچھا کیے جا رہی تھیں۔

"اب اگر میں انشراح کے لیے ہاں کر دیتا ہوں تو ماما کیا سوچیں گی۔ کل تک جو شخص ایک بات کے لیے انکار کیے جا رہا تھا اور سو سو باتیں سنا رہا تھا آج وہی بات اس کی خواہش کیسے بن گئی؟ فرض کریں اگر گھر والے یا ماما سوالات نہیں بھی کرتیں تو انشراح' کیا انشراح مان جائے گی؟ جو شاید مجھے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی جو مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔" ولید آئینے کے سامنے بیٹھا اپنے فیصلے کے ہر رخ سے تجزیہ کرتا جا رہا تھا۔ جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا تھا' تب سے یہ دوسری رات تھی جس میں ولید کی آنکھوں نے رت جگے میں وقت کاٹا۔

☼ ☼ ☼

اس دن کے بعد سے ولید نے خود کو بہت مصروف کر لیا۔ زینت اس سے اس خدشہ کی تصدیق چاہ رہی تھی جس کا اظہار زینب نے کیا تھا۔ وہ دونوں اس پر یقین کرنے میں متامل تھیں۔ زینت جب بھی ولید سے بات کرنے کی کوشش کرتی وہ ٹال جاتا۔

"ماما بہت بھوک لگی ہے' کھانا دیں۔" آتا اور کھاتے ہی نکل کھڑا ہوتا۔

"ماما! عمر کی طرف ہوں کمبائن اسٹڈیز کے چکر میں۔" پوچھنے پر بہانہ تیار ملتا۔ اس نے تو انشراح سے بھی بات چیت بند کر رکھی تھی۔ اس کے پیپرز پہلے بھی ہوئے تھے' مگر اپنے تعلیمی ادوار کی تاریخ میں ولید پہلی دفعہ اس قدر پڑھائی کر رہا تھا۔ ولید کو صرف دادا جی کا انتظار تھا۔

اور دادا کی شاہی سواری آچکی تھی۔ ایئر پورٹ پر سب انتہائی گرمجوشی سے ملے۔ آسٹریلیا کے موسم نے ان پر بہت اچھا اثر ڈالا تھا۔ صحت بھی اچھی تھی اور رنگت بھی کافی نکھری نکھری لگ رہی تھی۔

"دادا جی! آپ تو پھر سے جوان ہو گئے ہیں۔ کیا خیال ہے' رشتہ ڈھونڈوں؟" ولید نے شوخی سے دادا جی کو چھیڑا۔

"اوں ہوں..... میں پہلے بوڑھا تھا کیا؟" دادا جی چھڑنے کو موڈ میں بالکل نہیں تھے۔ اسی خوش گوار ماحول میں رات کا کھانا کھایا گیا اور دادا جی کو آرام کا موقع بمشکل دیا گیا' کیونکہ وہ بہت تھک چکے تھے۔ ورنہ انشراح کا موڈ تو گفٹس دیکھنے کا ہو رہا تھا۔ زینت نے ڈانٹ ڈپٹ کر اسے باز رکھا۔

اگلی صبح دادا جی نے اپنے تمام دوست نمٹائے' جن سے مسجد میں یا پارک میں دوستی پروان چڑھی تھی۔ محلے داروں کا حال احوال پوچھا۔ انشراح اور ولید وغیرہ میں تحفے تحائف بانٹے اور تمام دن انتہائی مصروف گزارا۔ شام کو اپنے دونوں بیٹوں اور بہوؤں کو اپنے کمرے میں بلا کر وہ میٹنگ رکھ ہی لی' جس کا انتظار سب کو تھا۔ بالخصوص ولید صفی کو۔

لیکن انشراح کی حالت بہت خراب تھی۔ آنے والے وقت کا تصور اسے خوف زدہ کر رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا آج جب ولید صاحب اپنی آرزوئے وفا دادا جی کے سامنے رکھیں گے تو کچھ تو ہو ہی جائے گا۔ اسے ایک دم ولید کی بندوق والی بات یاد آئی۔ اس کا دل چاہا چپکے سے جائے اور بندوق چھپا دے۔ خوف سے ٹانگیں کانپ رہی تھیں' ہاتھوں میں بھی لرزش اتر

Digestlibrary.com

آئی۔ وہ بے دھیانی سے آیتہ الکرسی پڑھ پڑھ کر ولید کے کمرے کی طرف منہ کر کے پھونک رہی تھی۔ دادا جی جب جلال میں آتے تھے تو ہٹلر کو بھی مات دیتے تھے۔

چند ہی لمحوں کے بعد توقع کے عین مطابق دادا جی کے کمرے سے دھاڑ نما آواز آئی۔ انشراح کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ ولید کمرے سے نکل آیا اور معنی خیز نظروں سے گھبرائی ہوئی انشراح کی طرف دیکھا۔ وہ جلدی سے اس کے قریب آئی۔

"اب کیا ہوگا ولید؟" وہ گھبراہٹ کے مارے بولی۔

"کچھ نہیں ہوتا یار.....!" وہ اس کا اطمینان دیکھ کر جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

"لگتا ہے وفا کے عشق کے بھوت نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے، جو اس کو حالات کی سنگینی کا ادراک ہی نہیں۔" اس کی حالت پر مشکوک ہوتی ست قدموں سے چلتی وہ ولید سے دو قدم پیچھے ہی تھی کہ دادا کے کمرے تک پہنچ گئے۔

اس سے پہلے کہ دروازہ کھولتے، دروازہ خود بخود کھلا اور ان کے والدین بمعہ طنزیہ نگاہوں کے ان کے پاس سے نکل گئے۔

انشراح ماما کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نگاہیں جھکا گئی اور وہ دونوں ملزموں کی طرح ہاتھ باندھے دادا جی کی عدالت میں عین ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

"آپ نے بلایا دادا جی؟" ولید کی بہادری قابل ستائش تھی۔ مگر وہ آیتہ الکرسی کا ورد چھوڑ کر اس کو سراہ نہیں سکتی تھی۔ دادا جی نے دونوں کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور زوردار ہنکارا بھرا۔

"تو ولید میاں! آپ کے علم میں ہوگا کہ ہم نے تم دونوں کو زندگی بھر کے بندھن میں باندھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر سننے میں آیا ہے کہ آپ کو منظور نہیں۔" ان دونوں کے جھکے سر کو دیکھ کر مزید گویا ہوئے۔ ان کا روئے سخن ولید تھا۔ انشراح تو آنکھیں بند کیے ایٹم بم گرنے کا انتظار کرنے میں مصروف تھی۔

"نہیں تو دادا جی! مجھے تو آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے۔" ولید جھٹ گویا ہوا اور انداز یہ تھا کہ میں تو نامنظور کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ دادا جی کے چہرے کے عضلات ایک دم ڈھیلے پڑ گئے۔ طنزیہ کیفیت جو جھریوں میں اٹک گئی تھی۔ بخارات بن کر اڑنے کو تھی۔ ایک دم سرشار ہو کر انہوں نے انشراح کی طرف اپنا رخ کیا، جو واقعی دھماکوں کی زد میں تھی۔

"تو کیا انشا کو اعتراض ہے؟" انشراح کو دادا جی کے ہونٹ ہلتے نظر آئے، بات پلے نہیں پڑی، کیونکہ وہ ولید کی چالاکیوں پر حیران و پشیمان تمام آیات جن کا ورد کر رہی تھی بھلا چکی تھی۔ ولید نے زور کا ٹھوکا دیا۔ اس کو حاضر رکھنے کے لیے۔ کیونکہ دادا جی محوِ انتظار تھے۔

"جی؟" اس نے ولید کی طرف کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"میں نے پوچھا میرے فیصلے سے تمہیں اختلاف ہے؟" جملہ یہ تھا مگر انداز تھا۔ (تمہاری یہ جرأت۔)

"نہیں دادا جی۔! میں آپ کی بات سے اختلاف کر سکتی ہوں بھلا۔" بات مکمل کر کے فاتحانہ نظروں سے ولید کی طرف دیکھا۔ (بچو! اپنے کندھے پر بندوق میں بھی نہیں رکھنے دوں گی۔) نظروں ہی نظروں میں پیغام دے کر دادا جی کی طرف دیکھا، جو بہت خوش تھے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر خوشی میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لگالیا۔

"مجھے فخر ہے تم دونوں پر۔" کچھ یاد آنے پر درشت لہجے میں بولے۔ "ذرا بلاؤ تو اپنی ماؤں اور باپوں کو۔" ماؤں اور باپوں کی اصطلاح نے دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دی۔ دادا جی دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ چکے تھے، اپنے بچوں کی کلاس لینے کے لیے جنہوں نے ان کے "فرمانبردار" پوتی، پوتے کے بارے میں الٹی سیدھی خبریں دے کر ان کا خون خشک کر دیا تھا۔ وہ دونوں باہر نکلے، پیغام دیا اور اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔

انشراح اپنے کمرے کے مختصر ایریا میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں گھومتی، دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر بائیں ہتھیلی پر مارتی۔ سارے پلان کو چوپٹ ہوتا

digestlibrary.com

دیکھ رہی تھی۔ مگر یہ مشغلہ جاری رکھنے سے بہتر تھا پلان کو ستیاناس مارنے والے کو پکڑا جائے۔ چند سیکنڈز کے وقفے کے بعد وہ ولید کے کمرے میں تھی جو انتہائی انہماک سے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں۔ انشراح کا دل چاہا اس کو لیپ ٹاپ میں رکھے اور زور سے بند کردے۔

"یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟" بہت صبر سے پوچھا۔

"کیا مطلب۔۔۔ اپنی اسائنمنٹ چیک کررہا ہوں' کچھ پوائنٹس ایڈٹ کررہا ہوں' کچھ ایڈ کررہا ہوں' کیوں؟" ہائے ری معصومیت۔

دادا جی کے کمرے میں جو ایڈٹ کرکے ایڈ کر آئے ہو' اس کا پوچھ رہی ہوں۔۔۔ پرپوز وفا کو کررہے تھے' شادی مجھ سے کرنے کی حامی بھر آئے ہو۔ سٹھیا تو نہیں گئے۔" اس کی کنپٹی پر دو انگلیاں رکھ کر زور سے دباتے ہوئے بولی۔ غصے سے برا حال تھا اس کا۔ ولید نے مدبرانہ مسکراہٹ سے اسے دیکھا اور لیپ ٹاپ بند کرکے ایک طرف کردیا۔

"ہاں اب بولو کیا کہہ رہی تھیں؟" اطمینان سے رخ سیدھا کیا۔

"میں فرنچ نہیں بول رہی ولید! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ گھروں اور خصوصاً" دادا جی کی خوشی کی خاطر تم مجھ سے شادی کرلو گے اور بعد میں اپنی مرضی سے وفا سے بیاہ رچالو گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ میں اپنے ساتھ یہ زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔" چند دن پہلے جب لڑکی نہیں مل رہی تھی تو ولید نے انشراح کو یہی تجویز دی تھی جو اچانک انشراح کو یاد آگئی۔ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

"کیا یادداشت ہے تمہاری؟ ویسے تم فکر نہ کرو' میں صرف تم سے شادی کرنے والا ہوں۔" صرف تم پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"وہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔۔۔ کیوں؟" وہ تنک کر بولی۔ اسے ولید کا اطمینان غصہ دلا رہا تھا۔

"بھئی میں نے سوچا۔۔۔ میں وفا سے شادی کرلوں اور بعد میں دادا جی اسے گوجرانوالہ کسی دنگل میں چھوڑ آئیں۔۔۔ تو؟ میں تو پھر لنڈورے کا لنڈورا۔" وہ مذاق میں بات اڑا رہا تھا۔

"شٹ اپ ولید۔ اتنے سنجیدہ معاملے میں تو سنجیدہ ہوجاؤ۔ کیا تم نے وفا سے بات نہیں کی تھی؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"کی تھی بات۔۔۔" وہ بھی تھوڑا سنجیدہ ہوا" اور بات کرنے کے دوران مجھے پتا چلا کہ میری اس کے ساتھ کبھی ذہنی ہم آہنگی نہیں ہوسکتی اور جب میاں' بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہی نہ ہو تو رشتے میں عدم استحکام آجاتا ہے اور آئے دن لڑائی ہوتی ہے۔" کہتا کہتا وہ ایک دم شرارتی ہوا" میں نے سوچا جب لڑنا ہی ہے تو تم سے بہتر لڑائی کس کے ساتھ ہوسکتی ہے؟"

"لیکن تم تو مجھے ایک منٹ بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ ساری عمر کیسے نبھاؤ گے ولید! ناپسندیدہ شخصیت سے سمجھوتہ تو کیا جاسکتا ہے شادی نہیں۔" وہ دیوار کے ساتھ رکھی کرسی پر تھکے تھکے انداز میں بیٹھ گئی۔

"انشراح! میں نے یہ فیصلہ دل کی پوری رضامندی کے ساتھ کیا ہے ہاں۔۔۔ اگر تمہیں میرا ساتھ قبول نہیں تو تمہاری خواہش کا احترام میں خود پر فرض سمجھتا ہوں۔" وہ تمام گفتگو میں پہلی بار سنجیدہ ہوا تھا۔ انشراح نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں تو وفا سے سچی محبت ہوگئی تھی چند دن پہلے۔" اس کے سوال کو گول کرتے ہوئے وہ اپنے خدشے کا اظہار کرنے لگی اور ولید نے تیکھے چتونوں سے انگلیاں چٹخاتی انشراح کو دیکھا' اس جملے میں ہلکی سی رضامندی کی بو تھی۔

"محبت نہیں تھی یار۔ محبت کرنے کی کوشش تھی' کیونکہ تب مجھے پتا نہیں تھا کہ محبت یا نفرت کوشش سے کرنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ تو جذبے ہیں خود بخود دل کے چشموں سے پھوٹتے ہیں' اور۔۔۔" وہ ذرا سا رکا اور انشراح کے ہاتھ ہاتھوں میں لے لیے۔

"اور مجھ پر انکشاف ہوا کہ میرے دل کے چشموں

Digestlibrary.com

سے تمہارے نام کے جذبے پھوٹے ہیں۔ خود بخود۔"
اس نے ولید کا نیا روپ دیکھا تھا' فوراً" ہاتھ چھڑائے اور نروٹھے پن سے بولی۔

"راتوں رات ہی پھوٹ پڑے یہ چشمے؟ ابھی تو وہ پھول بھی نہیں مرجھائے ہوں گے جو تم وفا کے لیے لے کر گئے تھے۔" وہ پھر مسکرا دیا۔

"ہاں ٹھیک کہتی ہو۔ اور وہ مرجھائیں گے بھی نہیں' کیونکہ میں نقلی پھول لے کر گیا تھا' اپنے جذبوں کی طرح۔" اس نے ہاتھ دوبارہ پکڑ لیے۔

"اور یہ گارنٹی کون دے گا کہ اب کی بار جذبے خالص اور کھرے ہیں؟" وہ ماننے کو قطعاً" تیار نہ تھی۔

"میری آنکھیں۔۔۔" اس نے بلاتوقف کہا۔

"اور یہ گارنٹی کون دے گا کہ کچھ عرصے بعد تمہیں کسی اور سے اس قسم کی سچی محبت نہ ہو جائے گی۔" وہ تنک کر بولی۔

"ہاں۔۔۔ اب اس بات کا دارومدار تم پر ہے کہ تم مجھے کتنا اپنی محبت کی طنابوں سے باندھ کر رکھتی ہو؟" اس نے بھی اس کے انداز میں جواب دیا۔

"اور پھر کہیں گے بیوی نے قید کر کے رکھا ہوا ہے؟" وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو چکی تھی۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ اس اسیری کے لیے تو پل پل تڑپ رہے ہیں۔۔۔ تمہیں کوئی طعنہ نہیں ملے گا۔" اب کے وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

"اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں نا!" وہ محبت کے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"میں تمہیں کیوں بتاؤں۔۔۔ تم میرے مامے لگتے ہو؟" اپنے ازلی انداز میں کہتے ہوئے وہ ہنسی۔ ہاتھ چھڑا چکی تھی۔ اس کی ہنسی میں چھپے اقرار کے تمام لفظ کھلکھلا اٹھے۔

"تمیز سے بات کرو۔ ہونے والا "وہ" ہوں تمہارا۔" وہ مصنوعی غصہ چہرے پر سجا کر بولا۔ مگر سماعتیں باہر سے آنے والے شور کی طرف متوجہ ہوئیں' جو لحہ بہ لحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اب ظاہر ہے دادا جی نے ان کے ماؤں اور باپوں کو نغمے سنانے کے لیے تو کمرے میں بلایا نہیں تھا۔ ولید جوتے کھانے کے لیے بالکل تیار تھا۔

شمال اور جنوب ہمیشہ کے لیے ایک ہونے جا رہے تھے۔ یہ مت سمجھیں کہ بنا مفاد کے۔۔۔ مفاد تھا' مگر وسیع تر مفاد۔ گھر کے درودیوار میں مہکتی محبتوں کے لیے' دادا کی بوڑھی آنکھوں میں چمکتی خوشی کے لیے' ماما اور بابا کے دلوں میں بسی خواہش کے لیے اور سب سے بڑھ کر ان دو نٹ کھٹ دلوں کی ہنسی کی جلترنگ کے لیے۔

☆

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

زندگی اِک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چودھری	400/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چودھری	200/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	200/-
عین سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اُسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھر نا جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
خواب دریچے	سعدیہ امل کاشف	200/-
اماوس کا چاند	بشریٰ سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	450/-
درد کے فاصلے	رضیہ جمیل	500/-

ناول منگوانے کے لئے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 2216361

Digestlibrary.com